

القائم

المُنْتَهَى

ع

خصوصی شمارہ

شعبان المعظم ۱۴۰۹ھ

بِقِيَّةُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّكُوْنٍ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ {سورة نور آیت ۸۴}

بِقِيَّةُ اللَّهِ (اَمَّا بَدِیْ) تَمَهَّدَ لَئِنْ بَهْرَبَ اَكْرَمُ مُؤْمِنٍ هُوَ.

أَنَا بِقِيَّةُ اللَّهِ وَحْجَتُهُ وَخَلِيفَتُهُ عَلَيْكُمْ
میں بِقِيَّةُ اللَّهِ ہوں اور تم پر اس کی حجت اور اس کا خلیفہ ہوں۔
(بِقِيَّةٌ ص ۱۵۱ پر)



مَهْدِيٌّ كَمَنْجُونٌ؟

مَهْدِيٌّ كَسَارِوْلٌ؟

ان کا وجود بہت ہی عالیٰ بحیرت ایکراں اور حساس نقش اور رول ادا کرتا ہے۔ یوں نکل خداوند متعال مہدیؑ ہی کے وجود سے کائنات عالم کو باقی رکھے ہوئے ہے اور ان کو اہل عالم پر اپنی محبت قرار دیا ہے۔

ان کا عظیم رول بالکل ویسا ہی ہوتا ہے جیسے انسان جسم میں دل کا روپ ہو کرتا ہے۔ اگر دل گرمی پہنچا چاہو تو دس تو جسم بے جان ہو کر لاش کی صورت میں ایک کنارے پڑی رہے اور سڑھائے، یہ کائنات بھی ایک جسم ہے اور مہدیؑ اس کائنات عالم میں دل کی مانند ہے، جو کائنات عالم کی روگوں میں زندگی کی روح دوڑاتا رہتا ہے اور انہیں حضرتؐ کے وجود اور افسوس کائنات عالم زندہ اور باقی ہے۔

مہدیؑ خدا کے فیض و کرم اور لطف و عنایات کا واسطہ اور ذریعہ ہیں۔ اور ان کا روپ (کام) سورج کی مانند ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ زمانہ غیبت میں سورج کی طرح جو بادول کی اوٹ میں ہو، ہدایت کا نور، زندگی کی حرارت، حیات کی روشنی کائنات عالم اور اس میں رہنے لئے والوں کو پہنچاتا رہتا ہے۔

مَهْدِيٌّ کی غیبت کا سبب؟

ان کی غیبت کے پس منظر میں انگلنت اسرا خداوندی اور صلح پر وردگار ہیں جن سے اگر ان اپنی جہالت، بے علمی اور کم نظری کی وجہ سے واقف نہ ہو سکے تو اس سے انکار بھی نہ کرنا چاہئے۔ لیکن ان ان کے ادنیٰ علم کے چند قطرے اس کی لامحدود جہالت و نادافی کے لھٹکھٹیں مارتے ہوئے مندر کے مقابلے بہت ہی کم اور تھوڑے ہیں۔ لیکن ان حضرتؐ کی غیبت کے بارے میں بوجند اسباب اور نامدے بیان کئے گئے ہیں۔ ان کی وجہ اشارہ کر رہے ہیں:

(۱) اس کا زندہ رہنا ضروری ہے تاکہ خدا وحدہ یعنی دنیا میں اسلامی عدل و انصاف کی حکومت وجود میں آسکے۔ اس لئے اسے پر وہ غیبت میں رہنا ضروری ہے تاکہ ظالم اور جاہر حکمرانوں کے ہمیسے الادوں سے محفوظ اور مامون رہے۔ البتہ خداوند عالم اس امر پر قادر ہے کہ ظاہر رکھ کر جی اسے صحیح و سالم رکھے، یا اس بات کا ارادہ اور فیصلہ کرے کہ دنیا کی تمام حکومتوں پر غلبہ اور کامیابی عطا کرے۔ لیکن خدا کا ارادہ یہ ہے کہ کائنات عالم کی بنیاد اسباب اور علل پر ہو اور کائنات کے جملہ امور، عام طور پر اسباب اور سبابات کی راہ پر چلتے رہیں۔ اسی لحاظ سے ان حضرتؐ کے وجود پر برکت کو خود اثاث زمانہ سے پچائے اور احتقنوں کے ناپاک ارادوں سے محفوظ رکھنے کے لئے خداوند متعال نے ارادہ کر لیا ہے کہ جب تک ان حضرتؐ کی عالمی حکومت کو قبول کرنے کے لئے دنیا آمادہ نہ ہو جائے۔

مہدیؑ علام حسن عسکری علیہ السلام کے نور نظر اور جناب تربیت خاتون کے سنت بھگر ہیں۔ ان کا نام نامی م۔ ح۔ م۔ د کنیت ابو القاسم اور مشہور القاب المنشطر، المہدی، القائم، الاجمیع، خلف صالح اور صاحب الزمان ہیں۔ آپ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہوں جانشین اور امیر المؤمنین علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہنام اور ہم کنیت ہونے کے ساتھ ساتھ لوگوں میں آنحضرتؐ سے سب سے زیادہ مشاہد ہیں۔

آپ بارہوں امام اور شیعوں کے آخری امام ہیں۔ آپ تما می انبیاء و اوصیاء علیہم السلام کے مجلہ علوم کے ولادت ہیں۔ طولانی عمر پانے کے ساتھ ساتھ آپ ہر سیگر اور ہر امام کی ایک ایک نشانی پانی جاتی ہے۔ آپ کی دو غیبیتیں ہیں۔ غیبت صفری اور غیبت کری غیبت کری اس قدر طولانی ہے کہ کمزور ایمان اور کم معرفت رکھنے والے افراد آپ کے وجود اور افسوس کے بارے میں شک و شبه کی نذر ہوتے ائے اور ہوتے رہیں گے۔ آپ کی عشر شریف کا طولانی سفر بھی آپ پر بڑھا پا طاری نہیں کر پاتا اور آپ شہش بجان صورت رہیں گے۔

روکے زمین کو عدل والصفاف سے بھر دیں گے باوجود دیکھ وہ بھروسہم اور ستم وجہ سے پڑے ہو گی۔ لوگوں کے سنت اور دشوار ترین امتحان اور ازماش کے بعد آپ کا ظہور ہو گا۔ آپ کے ظہور کے بعد آسمان اور زمین بکتوں سے پڑھو جائے گی۔ زمین کی ویرانی آبادیوں نہیں بد جائے گی۔ خدا کے عز و جل کے سوا کسی اور کی عبادت و پرستش نہ ہو گی۔ ساری مشکلات اسان، انکار اور رخیا لات میں بالید کی پیدا ہو جائے گی۔ مہدیؑ وہی ہے کہ اگر کوئی شخص اس دنیا سے اس حالت میں اٹھے کہ اس کو زیجاں تاہم تو کو یا اس کی موت زمانہ جاہلیت و کفر کی موت ہو گی اور اسلام سے پہلے کے تاریک دور کے مردوں میں ماناجاٹے گا۔ ہر حال وہ انسانیت کا نجات دیندہ دنیا کا حقیقی مصلح، شرک و کفر اور ظلم و ستم کو جزوے اکھاڑھینکے والا، ہست پیشے اور جر و تشد دکے نوریعہ حکمرانی کرنے والوں اور مطلق العنوان حاکموں اور تانا شاہوں کی حکومتوں کو نیت و نابود کرنے والا ہے۔

مَهْدِيٌّ کا طریقہ سار؟

مہدیؑ کا طریقہ کارہ ہی ہو گا جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی اور طریقہ کا رہتا۔ وہ انبیاء و خدا علیہم السلام کی سنتوں کا حاصل ہو گا۔ وہ لوگوں کو کرتا ہے خدا یعنی قرآن کریم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت و روش کی طرف پلٹا دے گا۔

(۲۴) انسان کمال کی جانب ارتقا کر کرے گی مفتریں طے کرے گا۔ آلام و مصائب کا سامنا اور آزمائش و امتحان نیز شکلات اور سختیاں خود کی ارتقا اور نشوونما کے لئے بہت طالب ہیں۔ ان حضرتؐ کی غیبت لوگوں کے لئے ایک ایسی آزمائش اور امتحان ہے جو دو طریقے سے اپنی معرض امتحان میں قرار دیتا ہے۔

اول: غیبت اور ان حضرتؐ کے وجود کے سلسلے میں ہو گا۔ پچھلے غیبت کا زمانہ بہت ہی طولانی ہے، اس لئے ایک جماعت ان حضرتؐ کے وجود کے بارے میں شک و شہر میں پڑی۔ ہر سکتا ہے کہ ولادت کی اساس پر یا پھر ان حضرتؐ کے طولانی وجود کے سبب دو دلی یا انکار کے شکار ہو گئے ہوں۔ کیونکہ ان حضرتؐ پر ایمان اور ان کے مقاصد، غیبت کے طولانی ہونے کے ساتھ ساتھ پیغمبر کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شیعوں کے الہام علمہ السلام کی غیبی بخوبی پر اعتماد اور جھرو رکھے کی نتائج اور ترقی اور شیعیت کے سچے مکتب کے سامنے روح کی سپردی علامت ہے یہ تو پاک و پاکرہ، پرہیز گار افراد، لیعنی وثبات کے حامل اشخاص اور ان حضرتؐ عجل اللہ تعالیٰ فرج الشریف پر ایمان و اعتقدار کرنے والے لوگ ہی ہیں جو اس ازمائش پر پورے اترے اور کامیابی و کامرانی سے ہمکار ہو کر منزل کمال پر فائز ہوئے ہیں۔

دوسرہ: جو تغیر و تبدل اور انقلاب باست زمانہ گذرنے کے ساتھ ساتھ دنیا کے حالات میں ونمایا ہوتے رہتے ہیں اور ہر روز دنیا کے کسی ذکر کو نہیں نہیں آؤاندا ہی دیتے ہے ضعیف الایمان افراد میں کنپکٹی پیدا کر دیتے ہے اور وہ دیگر کائنات لئے ہیں لیکن اسی کے برخلاف قوی اور مضبوط ایمان رکھنے والے افراد کے چاہے وہ مرد ہوں یا عورتیں ان کے ثبات قدم اور آہنی عنز وارادے میں کسی قسم کا خلل پیدا نہیں کر سکتی۔ نشاد، چاہے اخلاقی ہو یا ذہنی ہو یا دلی، کینہ و عدالت، شہوت پرستی، شراب، موسيقی، لگدی اور فرش باتیں، بے عفتی و بے جیانی، ناجائز اور غیر انسانی پیغیز ہوں کی درآمد ناجائز پیسے اور اسی طرح عقل و ضمیر اور سینہ و دل کو تاریک بنادیں والے ہزاروں گناہ، حرف خدا اور موت سے غافل اس اذن ہی کو کاموں گیریں اور کشیت بالوں کی طرف پھیجنے سکتے ہیں۔ لیکن ایک پچھے میں کو زمانہ غیبت میں، ان تمام ناخوشگوار حالات و دشواریوں اور سختیوں کے باوجود ہمکاروں میں ہرگز کو کوہ نہیں کر سکتے اور وہ سوائے ہلاکت پر قدم دھلتے کے اور کسی سمت رکھنے نہیں کرتا۔ یہ بات خود لوگوں کے لئے آزمائش اور امتحان ہے تاکہ قوی اور مضبوط ایمان والے مرد اور عورتی، خود فرش اور پستِ طہیت والے افراد سے جدا ہو جائیں اور پرہیز گار لوگ ارتقا اور انسانیت کی بلند اقدار اور اعلیٰ مرابت پر فالا ہو جائیں۔

(۳۵) جس طرح سیلانی اور ڈیمانڈ میں ہم آہنگی اور تووازن ہونا لازم ہے۔ ایک پیغز لوگوں کو اسی وقت سپلانی کی جاتی ہے جب اس کی ڈیمانڈ اور مانگ لوگوں کے دلوں اور روح میں پیدا ہوئی ہے۔ سماجی مسائل میں بھی کسی قسم کی تبدیلی اسی وقت لائی جاسکتی ہے جب لوگ آمادہ ہوں۔ اگر پان کی سپلان پیاساں نکل کی جائے تو تینی وہ اس کا جان و دل سے استقبال کریں گے۔ اس حافظے سے شروعات میں روح کی تشنیگی، پان کی احتیاج و ضرورت اور لوگوں کو اس ضرورت کی طرف متوجہ کیا جائے، پھر انہیں پان دیا جائے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ لوگ احکام خداوندی کے آتشنے ہوں، ان کے اندر عدل والضاف اور شیطانی زنجیروں سے آزادی کی تشنیگی اور ضرورت کا حساس پیدا ہو، اور اس کے شدید خواہشمند اور محتاج ہوں تاکہ وہ طلبور کرے اور اس کے احسان پیغام و مقاصد کو علی جامد پہنچے۔

مهدیؑ کے انتظار کی نوعیت کیسی ہو؟
مہدیؑ کا انتظار، اصلاح اور تربیت کا ایک مستقل مکتب ہے۔ آمادگی اور

اس کو قبول کرنے کا مکتب، نکری نشوونما اور ارتقا اور عقل کے چھلنے پھولنے کا مکتب مایوسی سے جنگ و مبارزہ اور امید کا مکتب ہے، انتظار کا مطلب، اور مفہوم ظلم کے مقابلہ میں ہتھیار ڈال دینا، ہاتھ پر ہاتھ دھکر بیٹھ رہا، غفلت میں پڑے رہتا، خاموشی اختیار کر لینا اور حالات کی درستگی اور اصلاحات کو ان حضرت عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشرف کے طہور پر چھوڑ دینا نہیں ہے۔

انتظار کا مفہوم پسندے اپ کی اصلاح کی اصلاح کے لئے کوشش رہتا۔ انسان کے اعلیٰ اوصاف اپنے اندر پیدا کرنا، نکروں کر بالدگی اور نشوونما کی صلاحیت دینا اور ظلم و ستم، غمہ و فساد اور طبقاتی اختلاف کے خلاف صفت اکارائی اور مورچہ لینا۔

اس عظیم نجات دہنے کا انتظار وہ امید بخش مکتب ہے جو مسلمان عالم میں سلسلہ امید کی روح پھونک رہتا ہے تاکہ وہ اپنے اصلاح کا کام جاری رکھیں۔

انتظار کے حقیقی مفہوم سے دوری اور احنبیت حضرت ویسا کی جنم دانا اور جنہیں امید کو جعل کر خاکستر کر دیتی ہے۔ جبکہ ان حضرتؐ کا انتظار ایسی طاقت اور نیز و مندی کا مکتب ہے جو منتظرین کے شستا اذون میں امید کی شمع روشن کر کے نامیدی کے گھٹا ٹوپ اندھیرے دو کر دیتا ہے۔ سہیں امام رضا علیہ السلام کی مقصد کی تعمیر کرنے والی منطقہ اور قول پر تو جہہ دینی چاہیے۔

جب اپ کیہ فرماتے ہیں: «طہور کا انتظار، خود طہور کا ایک حصہ ہے۔» (بخاری الانوار جلد ۲۵) اس ارشاد سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ایک باخبر اور آگاہ شیعہ کا فریضہ ہے کہ انتظار کے زمانے میں بھی اپنا ارادا ایسا بنلے اور رکھ جیسے وہ طہور ہمہی ہو کے زمانے میں زندگی بس کر رہا ہو۔

امام محمدؑ کا منتظر کون؟

حضرت جدت عجل اللہ تعالیٰ فرجہ کا منتظر وہ شخص ہے جو اپنے کو صالح اور نیک کار بنائے جسے وہ حقیقی معنوی مصلح کے انتظار میں زندگی کے دن گزار رہا ہے۔ ان حضرتؐ کا منتظر، ایک ذمہ دار انسان ہوتا ہے اس ڈھنگ سے کہ وہ نصرت زمانے میں پیش آئے وملے حادث و واقعات کے مقابلے میں غافل نہیں بلکہ امید سے سرشار روح سنبھدہ گلر، ذمہ دار ذہن و قلب کے ساتھ اسلامی اور انسانی فلسفہ کی انجام دہی کے لئے ہر وقت آمادہ رہتا ہے۔

ان حضرت عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا منتظر وہ شخص ہے جو ہمیشہ «ان حضرتؐ کی یاد» میں برہتا ہے اور ہر فرست سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دوسروں کو بھی ان کی یاد اور ان کے تذکرے کی جانب متوجہ کرتا رہتا ہے۔

ان حضرت کا منتظر، قدر و قیمت اور مرتبہ و مقام کے لحاظ سے ان لوگوں کے مانند ہوتا ہے جنہوں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمرا کا بڑہ کہا جیا۔

ان حضرتؐ کا منتظر، فضیلت کے اعتبار سے اس شخص کی مانند ہوتا ہے جو خود حضرتؐ کے مخصوص خیمه میں رہتا ہو۔

ان حضرتؐ کا منتظر، لوگوں کے حقوق اور اموال پر کبھی ڈاک نہیں ڈالتا، بھوٹ نہیں بولتا، کسی پر تہمت نہیں لگاتا، غیبت نہیں کرتا۔ دوسروں کی عزت و امروں نہیں بولتا، نماز اور دوسری عبادتوں کو بہت زیادہ اہمیت دیتا ہے پرہیزگار ہوتا ہے، علم و دانش کے لئے ہمیشہ کوشش رہتا، محبت بھاری اور ہر ان قلب

رکھتا ہے، حمدلی اور محبت اس کی شخصیت کا جزو ہو اکرتی ہے۔ بُری عادتوں اور بُرے اخلاق سے دور اور انسانیت کے اوصاف حمیدہ سے آراستہ رہتا ہے۔

مهدیؑ کی یاد کا اندان کیا ہو؟

مہدیؑ کی یاد اور ان کے مقدس ظہوریں تبیل کی دعا، بہترین عبادات ہیں ہے اور ساتھ ہی خداوند عالم کی قربت کا سرمایہ ہے۔

اے مہدیؑ عج کے شیلو! اہم اس کی یادیں کس قدر رہتے ہیں؟ اے اس کے مکتب کے شیدائیو! اہم ان حضرتؐ کی یادیں رات دن میں کتنے گھنٹے یا کتنے منٹ صرف کرتے ہیں؟ اے ان حضرتؐ کی دیدار کے خواہشندو! اے ان حضرتؐ کے مخلصو! اہم کس تدریجہ دیتے ہیں کہ ان کی خوشنودی حاصل کریں؟ ہمیں کتنا خیال رہتا ہے کہ اس محبوب، حق کے دل کو رنجیدہ نہ کریں اور ان کی رضا و خوشنودی کے خلاف کوئی تدبیث اٹھائیں؟ کیا اہم ہمیں چاہتے کہ وہ بھی ہماری یادیں رہیں اور ہمیں توفیق کرامت فرمائیں؟ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ زیادہ سے زیادہ ان کی یادیں رہیں۔

کیا ہم ہمیں چاہتے کہ موت کے وقت اور قبر کی منزل میں پہلی رات جو شاید آج ہی کی رات ہو، ہمارے سرہانت تشریف لا لیں اور ہمارا حال دریافت کریں؟ اس لئے ہمیں ان کے حال کی زیادہ سے زیادہ جستجو کرنا چاہیے۔

کیا ہم ہمیں چاہتے کہ تھانی کے گھر، ناماؤں اور وحشت انگریز مقام اور اندھیری قبریں، دنیا سے انقال کے بعد کی پہلی گھر لیوں میں ہمارے اپنے عنایات کو بیان اور الاطاف رسمیانہ کی گھٹا بر سادے اور ہماری قبر سے وحشت و اضطراب اور ترپے اور بے چینی کو دور کر دے؟ اس لئے ہمیں ان حضرتؐ سے زیادہ لگا پیدا کرنا چاہتے۔

مہدیؑ کی یاد سکون و آرام عطا کرتی ہے، مسرت و شادمانی بخشتی ہے، ہماری شخصیت کی تحریر اور تمبیت و پورش کرتی ہے۔ اصلاح جی کرنے والی اور جوش و خروش پیدا کرتی ہے، خداوند عالم کے تقربہ کا ذریعہ اور موت کی ہیئتناک اور ڈردنی گھر لیوں میں تو شہر ہے۔

اگر ہم اپنے روح کی صفائی اور جلا چاہتے ہیں، اگر ہم اپنے نفس کی پاکیزگی کے طالب ہیں، اگر ہم اپنی نفسانی خواہشات اور شیطانی و سوسوں سے مقابلے کے لئے قدرت و استطاعت کے ملاشی ہیں، اگر ہم اپنے بے حساب گناہوں اور بے شمار، خطاؤوں سے شرمندہ ہو کر بخشش کاو سیلے چاہتے ہیں، اگر خدا کے متعال کے حضور میں قربت کا ذریعہ تلاش کر رہے ہیں، اگر اپنی روحانی نبیاریوں اور معنوی کجروی کے علاج کی فکر میں ہیں، اگر نفسیاتی ارتقا اور ذہنی بلندی کے خواہشند میں اور اگر ہم دنیا میں کامیابی اور آخرت میں سعادت و خوش بختی چاہتے ہیں تو ہمیں اس کی یاد میں محو رہنا چاہتے۔ ان حضرتؐ کی جانب رخ کریں، ہمارے ہاتھ میں امام زمانہ علیہ السلام کا دامن ہو، صبح، نظر، عصر، رات، آدھی رات کو، ہر حال میں بس انہیں کی یاد ہو، انہیں کی آکڑ و ہو، انہیں کی تلاش ہو، انہیں کی راہ پر چلیں، وہاں ہر چیز موجود ہے۔ انہیں کے گھر کی جو گھٹ ہو، انہیں کی مجہت کے سائے میں، انہیں کی اطاعت کی راہ پر، انہیں کی خوشنودی حاصل کرنے کی جدوجہد ہو اور۔۔۔ اور بس انہیں کی یاد ہو۔

کیا واقعی ہم اپنے زمانے کے امامؐ کو دوست رکھتے ہیں؟ کیا مکن ہے کہ کوئی کسی کو دوست رکھتا ہو اور اس کی یادیں نہ رہے؟

ہم کہیں بھی اور کیسے ہی سماجی حالات میں گذر کر رہے ہیں، اگر ہم چاہتے ہیں کہ زندگی کے تمام معاملات میں، جملہ سماجی مسائل میں، خاص طور پر انسانی روح اور اچھے خیالات کی تعمیر کے لئے روز بروز کامیابیاں حاصل ہوئیں تو ہمیں چاہتے کہ مسلسل، ان حضرتؐ کی یاد میں رہیں۔ امام زمانہ علیہ السلام سے اپنے روابط و تعلقات کو مضبوط اور مکمل بنائیں، ان کی جانب رُخ کریں، ہمارا اعتماد ہے کہ ہم امام رکھتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ ہمارا امام زندہ ہے۔ ہمیں دیکھو رہے ہیں، ہمارے افکار و نظریات سے واقف ہے، ہمارے جسم اور ہماری روح کے ایک ایک گوشے سے واقف ہے۔ اللہ کے فیض اور اس کے لطف کی ہم تک رسائی اسی کے ذریعہ ہوئی ہے۔ وہ پروردگار کی عطا یتوں اور نوازشوں کا دروازہ ہے، ہمیں چاہتے کہ، اس دروازے کو کھلکھلایں اور اسی کی راہ سے داخل ہوں۔ وہی نجات دینے والا اور اسستہ کھولنے والا ہے۔ اسی کی یاد تمام دردوں کی دوا ہے، اس کے ساتھ وابستگی تمام تر کامیابیوں کا راز ہے۔

ہمارا فرض ہے کہ رئے زیادی حضرت کی یاد میں رہیں، ہر مجلس اور ہر محفل میں حضرت کا ذکر رکھ رکھیں، لوگوں کو ان کی جانب متوجہ کریں، ان کی یاد ارباب ایمان کے مجموع میں تازہ رکھیں، کم سے کم دن میں چند بار ان حضرت کا نام لیں، ان پر درود بھیجنیں، ان پر سلام بھیجنیں، ارادت اور گاؤں کا مظاہرہ کریں، خدا کی بارگاہ میں ان کے ظہوریں تبیل کی دعا کریں، انہیں تلاش کریں اور سہیش، ان کی یاد میں رہیں۔

کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی ان کا شیدائی ہو اور وہ اس کو بھول جائیں؟ کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی ان کی درجہ اور جدائی میں یہنک رہا ہو، تڑپ رہا ہو، سہیش انہیں یا دکھتا ہو، ان حضرت پر درود وسلام بھیجتا ہو، شوق اور عناء و اندھہ آنسو رواں رکھتا ہو، ان کے ہجر میں گھل رہا ہو، ان کے ظہور کے لئے دعا کر رہا ہو لیکن وہ حضرتؐ اس کی یاد سے غافل ہو جائیں؟ اور اس کی فریاد و زاری کا جواب نہ عطا فرمائیں؟ نہیں، انہیں، ہرگز نہیں، وہ احسان اور نوازشوں کے پیشہ ہیں وہ بود و کرم کے بنیع اور عظیم بنیع ہیں، وہ آقا ہیں، مولا ہیں، خدا کی رحمت کے دروازے ہیں۔

عالم تائیع کے حلیل القدر عالم و معلم سید ابن طاووس رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیٹے اور جملہ پڑھنے والوں اور شیعوں کو پیغام دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

”لوگوں کی کثیر تعداد ایسی ہے جو اپنے امام وقت کے بارے میں عقیدہ رکھتے ہوئے ان کا قول اور ان کا عمل ناساز کارہے۔ ان حضرتؐ کے وجود اقدس پر بحقیدہ اور ظہور پر لقین رکھتے ہیں لیکن قول اور عمل کی منزل میں، ”ان حضرت کی یاد“ اور ”ان کے ظہور و قیام“ کو بھلائے بیجے ہیں۔“

پھر فرماتے ہیں: جو شخص ان حضرت کی امامت اور ان کے ظہور پر لقین رکھتا ہے، اگر وہ پسیے یا مادی چیزوں میں کسی چیز سے یاد نوی معاملات میں کچھ گھوڑیتائے تو سہیش اسی کی جانب اس کا دھیان رہتا ہے۔ چین سے نہیں بیٹھتا، اٹھینا جاتا رہتا ہے، اس پیزیر کو پانے کے لئے اپنی لوری توست حرف کر دیتا ہے۔ سہیش اس کھوکھے ہوئے پسیے اور اس گشاد چیز کی شتجو میں رہتا ہے۔ لیکن کیا ان بے قیمت اور پست چیزوں کے برابر بھی اپنے محبوب کے دیدار، اپنے مولا، اپنے مالک، اپنے ولی نعمت دنیا کے اصلاح کرنے والے، کائنات عالم اور چاہئے والوں کی روح اور اپنے امام زمانہ علیہ السلام کے لئے جد و جہد اور جستجو کرتا ہے؟ پھر کس بل بوتے پر ان کی امامت کا معتقد ہے۔ اور ان کے ظہور کے انتظار میں ہے؟ تو پھر کس طرح ان کی ولایت (باتی ص ۱۰۷)

امام محمدی بن نوح البلاغہ میں

اور حق و صداقت اور عدل والضاف کی حکومت قائم ہو گی۔

(خطبه ۹۸ از طبع اجابتیاشرز لکھنؤ)

ایک دوسرے موقع پر امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کے بعد کے دور کی ایک ہلکی سی جملک دھکلاتے ہوئے فرماتے ہیں :
روہ خواہشوں کو بڑا یات کی طرف موڑ دے گا جبکہ لوگوں نے ہدایت کو خواہشات اور ہوا وہ س کے سانچے میں ڈھالا یا ہو گا۔ اور لوگوں کی راہیں کو قرآن کی طرف پھیرے گا جبکہ انہوں نے قرآن کو تو ڈرم و ڈر کر قیاس ادا پائی جی رائے کے ڈھرے رلگاں ہو گا۔

(خطبہ ۱۳۶ - نیج البلاغہ ترجمہ اردو، ناشر احباب پبلیشرز)

در مدرّح حضرت دوّلی عصَر عجَل اللہ تعالیٰ فرجِہ

مصیبتوں میں جو ہیں سہارا، جوغم کا درماں سدار ہے ہیں
لقدر ظرف نگاہ جلوہ، لقید غیبت دکھار ہے ہیں
جو انضاؤں کی طرز فپر، خلک ہواؤں کی نرم روز پر
حیں پڑا غنوں کی مت صنپر، جہاں کی روشنی بڑھا رہے ہیں
کبھی گلوں کا تھمار بنکر کبھی شباب بہار بن کر
کبھی چین کا وقار بن کر، منائے جلوہ نثار ہے ہیں
کبھی محبت نواز بن کر، کبھی شریعت کاراز بن کر
کبھی شریک ممتاز بن کر، نظامِ عالم چلا رہے ہیں
ہیں تو سونفیصدی لفیض ہے، تمہاری غیبت فرغ دیکھ
وہ آج بھی مبتلا ہیں شک میں، جو شک میں کل مبتلا رہے ہیں
ازل کی دنیا کا اسر اہم، ابد کی کشندی کے ناخدا ہیں

یہ ہر زمانہ کے رہنا ہیں، ایہ ہر جگہ رہنا رہے ہیں
کبھی خلافت، کبھی نبوت، کبھی رسالت، کبھی امامت

ہیں جتنے قب خدا کے منصب، اسے محمدؐ یا رہے ہیں

ہمارا مسلک بتارہا ہے، ہمارا ایمان سے یہ میکش
و بخود کون و مکان سے پہنچے، یہی تربیت خدار سے ہیں

مَرْحُومُ مَكْشَفَ غَازِيٍّ

شعبان کے گذشتہ خصوصی نشیر یہ میں ترکان کریم کی ان آئینوں کو بیان کیا تھا جو امام زمانہ علیہ السلام سے متعلق تھیں۔ اسی طرح ان احادیث کو بیان کیا تھا جنہیں شیعہ اور سنتی دولوں ہی فرقے کے علماء و محدثین نے نقل کیا ہے۔ اور جن سے ہم نے یہا بہت کیا تھا کہ عقیدہ امام مہدی علیہ السلام ایک اسلامی حقیقت سے صرف شیعوں کی ہے پر عقیدہ مسلمانوں نہیں۔

اس نشریہ میں ہم چاہتے ہیں کہ مولائے کائنات، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برحق جانشین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے ان اقوال کو درج کریں جسے ان حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امام زمان علیہ السلام کے بارے میں کاہتے ماہے۔ اپنے خطبوں میں بیان کئے ہیں جن سے یہ پستہ چلتا ہے کہ امام مهدیؑ اہلبی کی اولاد میں سے چند نسلوں کے بعد پیدا ہوں گے۔ اختصار کے پیشی لظیحہ ان حضرتؑ کے دو خطبوں سے ان کے اقوال حاضر خدمت کرتے ہیں یعنی آنحضرت فرماتے ہیں :

”وزمانہ گذرتا جائے کا یہاں تک وہ زمانہ آکے گا جب خدا کا
الادھ صادر ہو گا اور ایک شخص کو نظر ہر کمرے کا بھر تھاری پر انندگی اور انتشار کو
یکجا لکر کے تھاری شیر ازہ بندی کرے گا۔ اس لئے تم اس آنے والے کی حکومت
کے سوا کسی اور کی حکومت کے لئے ہر ص و طمع نہ کرنا۔ اور نہ ہی پر دھ غیبت میں
رہنے والے سے مالوس ہونا۔ کیونکہ پر دھ غیبت یہ رہنے والے کی ہاتھوں
سے حکومت کے دو رکنوں میں سے ایک رکن یعنی خاہی ہری حکومت چلی بھی جائے
تو بھی دوسرا رکن یعنی اس کی باطنی حکومت وسلطنت ہر حال باقی اور برقرار
رہے گی۔ یہاں تک کہ اس کے ظہور کے زمانے میں پروردگار بزرگ و برتر
کے حکم سے دونوں رکن اور پائی یعنی ظاہری اور باطنی حکومت وسلطنت
دونوں اس کی جانب پلٹ آئیں گے اور اس کے وجود مقدس سے دین و دنیا
کے تمام امور و معاملات منظم ہو جائیں گے۔

آگاہ ہو جاؤ کہ آل محمد علیہم السلام کی مثال انسان کے ستاروں جیسی ہے۔ جب ایک ستارہ دُوب جاتا ہے تو دوسرا طلوع کرتا ہے۔ (یعنی آل محمد میں سے جب کوئی ہستی دعوت خداوندی کو لبیک کرے گی تو دوسرا اس کا قائم مقام اور جا شین ہو گا اور روزے زمین ایک لمحے کے لئے بھی ان کے وجود سے خالی نہ ہو گی) بس یہ سمجھو کوئی خداوند مقابل کی لغتیں تم پر کامل اور تمام ہو چکی ہیں۔ اور جس چیز کے بارے میں آس لگائے بیٹھے ہو وہ خداوے عزوجل تھیں دکھادے گا۔ (یعنی یقیناً امام مهدیؑ تشریف لا یں گے)

خدا کی حجتوں حضرت کی کمی مشرائی ایک جھلک

محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: "اگر صاحب الامر کی مشاہدت حضرت یوسفؑ سے یہ ہے کہ خداوند عالم ان حضرت کے امر (ظہور) کو ایک رات میں درست کر دے گا۔" (کمال الدین ص ۳۲۹)

حضرت ایوب علیہ السلام سے مشاہدت:

مصائب اور سختیوں میں صبر اور راحت و آرام: امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں: "حضرت ایوب سے اس بات میں مشاہدت ہے کہ سختی اور صیبتوں کے بعد انہیں راحت و آرام نصیب ہو گا۔" (کمال الدین ص ۳۲۷)

حضرت خضر علیہ السلام سے مشاہدت:

عمر کا طولانی ہونا: امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: "رجو نکر خداوند عمر جانتا ہوا کچھ لوگ، ان کی بہت زیادہ طولانی عمر کے سبب، ان کے وجود سے انکار کر دیں گے۔ اس لئے عبد صالح یعنی حضرت خضرؑ کی عمر کو بغیر کسی دلیل کے طولانی کر دیتا تاکہ ان حضرتؑ (مہدیؑ) کی طولانی عمر پر گواہ موجود ہو اور دشمنوں کے لئے دلیل و استدلال کی ساری راہیں بند ہو جائیں۔" (کمال الدین ص ۳۵)

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مشاہدت:

(۱) سمل جان کا خوف (۲) طولانی غیبت (۳) پوشیدہ ولادت (۴) ان کی غیبت میں ایک شیعوں پر سختی: امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: "رہی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ان حضرتؑ (مہدیؑ) کی مشاہدت تو حضرت موسیٰؑ کی طرح انہیں بھی سمل اپنی جان کا خوف رہا، حضرت موسیٰؑ کی طرح ان کی غیبت بھی طولانی ہے جس طرح حضرت موسیٰؑ کی ولادت پوشیدہ رہی اسی طرح ان حضرت کی ولادت بھی پوشیدہ رہی اور جس طرح حضرت موسیٰؑ کی غیبت میں ان کے شیعوں اور چالئے والے سختی کا شکار رہے اسی طرح ان کے شیعوں بھی ان کی غیبت میں اکام و مصائب اور سختیاں اور اذیتیں برداشت کریں گے۔" یہاں تک کہ خدا کے عز وجل ان کے ظہور کا حکم ہوا اور ان کے دشمنوں کے خلاف ان حضرت کی مدد اور نصرت فرمائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشاہدت:

ان حضرتؑ کے وجود میں اختلاف، امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: "حضرت عیسیٰؑ سے ان (مہدیؑ) کی مشاہدت یہ ہے کہ اختلاف پیدا کرنے والوں نے ان حضرتؑ کے وجود کے بارے میں اختلاف کیا ہے یہاں تک کہ ان میں سے ایک جماعت کہتی ہے: "دنیا میں تشریف لائے ہیں" یہ بعض کہتے ہیں، "انستفال ہو گیا" کچھ کا خیال ہے: "تفل کر دیئے گئے" اور سویں پر لکھا دیئے گئے: "منصب لا اثر صدایا" (کمال الدین ص ۲۸۶)

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ اک و سلم سے مشاہدت:

(۱) سلح قیام (۲) دشمنان خدا و رسول کو قتل کرنا، اور جاہر دن اور ظالموں کو نابود کرنا (۳) توار و رخوف سے مدد (۴) ان کی غورج کاشکست سے دوچار نہ ہونا (۵) جسمانی اور اخلاقی خصوصیتوں میں مشاہدت۔ امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: "ان حضرت کی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ اک و سلم سے قیام میں مشاہدت (بقیہ ص ۶۷)

پیغمبر ان خدا اور اولیاء الہی سلام اللہ علیہم السلام کا کاروانِ نشریت کے وجود میں آنے کے اولین لمحے سے اپنے سفر کا آغاز کرتا ہے، ادم علیہ السلام نے خدا کی پہلی جلت کی حیثیت سے زمین پر تقدم رکھا۔ ان کے بعد خدا کی دوسری جلتیں ایک کے بعد ایک ہدایت اور خالق و مخلوق کے درمیان رابطہ کی ذمہ داریوں کا بوجہ پہنچ کا نام ہے پڑا ٹھیکا۔ یہاں تک کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کے ساتھ ہی بتوت کا سلسہ اپنے اتمام و اختتام کو پہنچتا۔ اور چھر ان کے برعکش جانشینوں یعنی علیؑ اور گیارہ بیٹے اس رسالت و پیغام ذمہ داری کے لئے منتخب ہوئے، آخر میں گیارہوں امام نے بھی عالم جاودا نی کی جانب کوچ فرمایا۔ ان کے بزرگ مرتبہ فرند اس پر نظمت کاروان میں سے آخری بقیہ خداوندی کے عنوان سے خلیفۃ اللہ قادر دیئے گئے اور ان خلفاء الہی کی بیش قیمت اور بلند و برتر میراث کے وارث ہوئے۔

امام صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے:

"پیغمبر ان خداوندی اور خلفاء الہی کا کوئی بھی مجہزہ ایسا نہ ہو گا جسے خداوند عالم ہمارے قائم بھکرے ہاتھوں سے ظاہر نہ کرے، تاکہ دشمنوں پر جلت تمام ہو جائے" (ابنۃ الحمد ۴ جلد ۲ ص ۲۵)

جو نکر خدا کے اس آخری جانشین کی واضح خصوصیتوں میں سے ایک خصوصیت طولانی غیبت ہے جیسا کہ بہت سے پیغمبر ان خدا کو بھی اس سے بیہ طولانی غیبت کا ساقہ پڑھ کرے اس لئے ارشاد فرمایا:

"بے شک بوسنتیں اور طریقہ بہت سے پیغمروں کی غیبت واقع ہونے کے سلسلے میں جاری و ساری سقے بالکل ویسے ہی ہم الہبیت کے قائم تک لے گئے وجد میں آئیں گے" (مکیاں المکارم جلد ۱ ص ۱۶۵)

جان تک حضرت مہدیؑ کی پیغمبریں اور دوسرے اولیاء خدا سے مشاہدت کا تعلق ہے وہ بہت زیادہ ہے، ان میں مثاہدوں کا ذکر اس تحریر کے اختصار کے سب مناسب نہیں، اس لئے ان ملنی جلتی خصوصیتوں میں سے کچھ مثاہدوں کی مشارکت ہی کر رہے ہیں:

حضرت آدم و نوح علیہما السلام سے مشاہدت:

طولانی عمر، امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں: "یعنی حضرت آدم و نوحؑ سے ان کی (مہدیؑ) کی سنت و مثاہدت، پس ان کی طولانی عمر ہے۔" (کمال الدین)

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مشاہدت:

پوشیدہ ولادت اور لوگوں سے کنارہ کشی: امام زین العابدینؑ کا ارشاد ہے: "حضرت ابراہیم سے ان کی مشاہدت ان کی پوشیدہ ولادت اور لوگوں سے کنارہ کشی اور ان سے دور دور رہنا ہے" (مکیاں المکارم جلد ۱ ص ۸۸)

حضرت یوسف علیہ السلام سے مشاہدت:

ایک رات میں ان حضرتؑ کے امر اور معاملے درست ہو جانا: امام

کائنات اکادمیک تہذیب

یعنی اگر زمین بغیر امام کے ہو جائے تو دھنس کر رہ جائے گی (یعنی اس کا سارا نظام ترتیب ہو جائے گا۔) امام زمانہ علیہ السلام، ان کی حکومت الہیہ اور سلطنت غیبیہ سے ہٹ کر بھی دیکھا جائے، تو آج بھی وہ حضرت ﷺ ہمارے روحانی امور و معاملات کا بندوبست نہ ملتے ہیں۔ نیز قرآن کریم کی حفاظت کرنے والے اور اس کے احکام کو حفظ نہ ولائے ہیں۔ خلاصہ عروج و جل کا وعدہ ہے کہ اسلام اور قرآن کی حفاظت میں بہادری کرے گا۔ چنانچہ ارشادِ متواتر ہے:

إِنَّمَا تُحْكُمُ نَزَلُنَا الْذِكْرُ وَإِنَّمَّا
لَهُ حَفْظُونَ (حِجْرٌ: ٩)

یعنی ہم قرآن کریم کے نازل کرنے والے اور بے شک و شبہ اس کی پاسداری اور محافظت کرنے والے ہیں۔ معتبر اسلامی احادیث و روایات کے مطابق قرآن کا حقیقی حفاظت کرنے والا اور سچا وحی مرجع، امام زمانہ علیہ السلام ہیں جو ہمیشہ ہمارے قول اور عمل کے مطابق رہتے ہیں اور ہمارے اعمال کی ساری روپورثیں ان حضرتؐ کی بارگاہ مقدس ہیں پیش کی جاتی ہیں۔

اکی بنی اسرائیل کا نبی موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ ہوا کہ خداوند کا نظام خداوندی کا

خدائی جھتوں سے حضرت مہدیؑ کی مشاہدت کی ایک جملہ
صفحہ نمبر ۶۴ سے آگے

یہ ہے وہ بھی تلوار ایک اٹھیں گے، اور خدا اور رسولؐ کے دشمنوں، جباروں، رکشوروں اور ظالموں کو قتل کریں گے، تلوار اور خوف کے ذریعہ ان کی نصرت و امداد کیجائے گی اور ان کے مقابلے میں پھر کوئی پرچم نہ لہرائے گا۔ (اس سے اشارہ ہے کہ ایسی شکست نہ ہو گی) (منتخب الائچ ص ۲۸۳)

پہنچ کرم حصلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے بارے میں فرماتے ہیں : «مہدی میری اولاد میں سے ہوگا۔ اس کا نام میرے نام پر اور اس کی کنیت میری کنیت پر ہو گی۔ جسمانی اور اخلاقی اعتبار اور خصوصیات سے تمام لوگوں میں بھروسہ محب سے زیادہ مشابہ ہو گا» (نیایح المودہ ص ۳۸۵ و ص ۳۹۲، منتخب الائچہ ص ۱۸۲)

ذرے ایک ایسے مرکزی اکافی کے ایٹم کے حامل ہوتے ہیں جس کے
چاروں طبقہ عجیب و غریب سرست اور تیزی کے ساتھ دیوار دار گھومتے ہیں
اور جس سے طاقت کامن کر بھی علحدہ نہیں ہوتا۔
شمی نظام کے کسے سورج کے گرد گھومتے رہتے ہیں اور اس کی
قوت کشش کے سبب اپنی جگہ برقرار رکھتے ہیں اور اسی کے تابندہ نور سے فیض
اخھاتے ہوئے روشن رہتے ہیں۔
ہمارے جسم کے اندر بھی ایک بہت ہی حساس مرکز ہے جسے دل کے
نام سے پکارا جاتا ہے، جو ہمارے پورے جسم میں گرمی اور طاقت ہموجات ارتہتا
ہے۔ اگر ایک لمحہ کے لئے اپنا کام بند کر دے تو ہماری زندگی کا خاتمه
ہو جائے۔

یہ لظاہر لا محدود دا اور کوئی کائنات اور عظمت کا حامل وجود دیکھی جدائے
بزرگ و برتز کے حکم سے ایک حقیقی وغیرا دی مکر زی نقطے سے طاقت و توانائی دیتی
رہی ہے اور اس کی معنوی و روحانی قدرت سے روحانی کشش کام کرنے، خلقت
کے بہترین نظام کے مدار پر گھوم رہا ہے اور ہمیشہ موجودات کی دنیا میں، ایک
عظیم روحانی شخصیت بوجندا کی نمائندہ اور بارگاہ خداوندی کی جانب سے
کائنات عالم میں داخل ہو، موجود ہوتی ہے جس کے وجود پر برکت کے طفیل
میں کائنات کا انتظام وال فراہم ہوتا ہے اور اس کے محبوب کی ذات با برکت سے
ظرفیت کے اسباب و عوامل، تخلیقی نظام کے مخوب پر گردش کرتا رہتا ہے، اور
ہر زمانے میں پروردگار عالم کی ایک جدت کائنات کے معنوی اور روحانی امور
کے بندوقیست کے لئے، خود خدا شے عروج و جل کی جانب سے مامور اور معین ہوتی ہے.
اج کائنات عالم کا دھرم کتا ہوا دل، حضرت امام ہمدی ہجوہا کے اہم زمان
علیہ السلام میں، روئے زمین پر خدا شے تعالیٰ کے خلیفہ و جالشین ہیں۔ جو اپنے
ذی بحود سے کائنات اور اس میں رہنے، بسنے والی موجودات کو پروردگار کی
بے کمال اور بے انتہا عنایات سے لوازتے رہتے ہیں۔

اصول کافی باب الجنة میں ایک حدیث ابو حزہ سے نقل کی گئی ہے کہ
اہنؤں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا زمین بغیر امام کے رہ سکتی

حضرتؐ نے فرمایا:
لَوْبَقِيَّتِ الْأَرْضِنْ بِعَيْرِ إِمَامَ لَسَاحَتُ»

دُعَائِيَّةِ عَمَرٍ كَوَافِر

صادق آں محمد علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص چالیس صبح اس عہد کو پڑھے تو وہ ہمکے قلمکے دستوں و ناموں میں ہوگا اور انہوں سے بچے مر جائے گا تو خداوند عالم سے قبرے الحاضرے کا درود اور حضرت کی خدمت یہی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اللّٰهُمَّ رَبَّ النُّورِ الْعَظِيمِ وَرَبَّ الْكُرْسِيِّ الرَّفِيعِ وَرَبَّ الْبَعْرِ الْمُسْجُورِ وَمُنْزَلِ التَّوْرِيقِ وَالْأَبْخِيلِ وَالرَّبُورِ وَرَبِّ الظِّلِّ
وَالْأَخْرُورِ وَمُنْزَلِ الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ وَرَبِّ الْمَلَائِكَةِ الْمَقْرَبِينَ وَالْأَنْسِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيمِ
وَبِنُورِ وَجْهِكَ الْمُنْيِرِ وَمُنْحِكَ الْقَدِيمِ يَا حَسْنِي يَا قَيُومُ أَسْلَكْ بِاسْمِكَ الَّذِي أَشْرَقْتُ بِهِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُونَ وَبِاسْمِكَ
الَّذِي يَصْلَحُ بِهِ الْأَوْلَوْنَ وَالآخِرُونَ يَا حَسْنِي بَقْلَ حَتَّىٰ وَيَا حَسْنِي بَعْدَ كُلِّ حَتَّىٰ وَيَا حَسْنِي حِلْنَ لَا حَسْنَ يَا مُحْسِنِي الْمُؤْنَى
وَمُمِيتَ الْأَحْيَاءِ يَا حَسْنِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، اللّٰهُمَّ بَلْغْ مُوْلَانَا الْأَمَّاْلَ الْمَهْدَى الْقَائِمَ بِاْمَرِكَ صَلَواتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ
وَعَلَىٰ أَبَائِهِ الظَّاهِرِيْنَ عَنْ جَمِيعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ فِي مُشَارِقِ الْأَرْضِ وَمُعَارِيْهِمَا، سَهِلْهُمَا وَجَبِلْهُمَا وَبِرِّهَا وَبَحْرِهَا
وَعَنْنِي وَعَنْ وَالْدَّىْمِيْنَ مِنَ الصَّلَوَاتِ زِنَةَ عَرْشِ اللّٰهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ وَمَا أَحْصَاهُ عِلْمُهُ وَاحْاطَهُ كِتَابُهُ،
اللّٰهُمَّ إِنِّي أَجَدِ دُلَهُ فِي صَبِيْحَةِ يَوْمِيْ هَذَا وَمَا عِشْتُ مِنْ أَيَّامِيْ عَهْدًا وَعَقْدًا وَيَعْلَمُهُ لَهُ فِي عُنْقِيْ لَا أَحُولُ
عَنْهَا وَلَا أَزُولُ أَبَدًا، اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنْ أَنْصَارِهِ وَأَعْوَابِهِ وَالذَّائِنَ عَنْهُ وَالْمُسَارِعِينَ إِلَيْهِ فِي قَضَاءِ
حَوَائِجِهِ وَالْمُمْتَثِلِيْنَ لَا وَأَمْرُهُ وَالْمُحَكَّمِيْنَ عَنْهُ وَالسَّاكِيْنَ إِلَى إِرَادَتِهِ وَالْمُسْتَشِدِيْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ،
اللّٰهُمَّ إِنَّ حَالَ بَيْنِي وَبَيْنِهِ الْمَوْتُ الَّذِي جَعَلَتْهُ عَلَىٰ عِبَادِكَ حَتَّىٰ مَقْضِيَّا فَأَخْرِجْنِي مِنْ قَبْرِيْ مُوتَرِّا
كَفَرْنِي، شَاكِرًا سَيْقَنِي، مُجَرِّدًا ثَنَاتِيْ، مُلْيَّيْ دَعْوَةَ الدَّائِعِ فِي الْحَاضِرِ وَالْبَادِئِ، اللّٰهُمَّ أَرِنِي الظَّلَعَةَ
الرَّشِيدَةَ وَالغَرَّةَ الْحَمِيدَةَ وَأَكْحُلْ نَاظِرِيْ بِسَطْرِيْ تَمَنِيْ، إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ فَرَجَهُ وَسَهِلْ مَخْرَجَهُ وَأُوسِعْ
مَنْهَاجَهُ وَاسْلُكْ بِهِ مَحْجَّتَهُ وَأَنْفِدْ أَمْرَهُ وَأَشْدُدْ أَزْرَهُ وَأَعْمَرِ اللّٰهُمَّ بِهِ بِلَادَكَ وَأَحْبِي بِهِ عِبَادَكَ
فَإِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبْتَ أَيْدِيَ السَّاسِ، فَأَظْهِرِ اللّٰهُمَّ لَنَا
وَلِيْكَ وَابْنَ بِنْتِ بَنِيْكَ، الْمُسْمَى بِاَسْمِ رَسُولِكَ حَتَّىٰ لَا يَنْفَرِيْ شَيْئًا مِنَ الْبَاطِلِ الْأَمْرَقَةَ وَيُحَقِّيْ الْحَقَّ
وَيُحَقِّقَهُ وَاجْعَلْهُ اللّٰهُمَّ مَفْرَعًا لِمَظْلُومِ عِبَادِكَ، وَنَاصِرًا لِمَنْ لَا يَجِدُهُ نَاصِرًا غَيْرَكَ وَمُجَلِّدًا
لِمَا عُطِلَ مِنْ أَحْسَامِ كَيْاْبِكَ وَمُسْيِدًا لِمَا وَرَدَ مِنْ أَعْلَامِ دِيْنِكَ وَسَيْنَ بَنِيْكَ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَاجْعَلْهُ اللّٰهُمَّ مِنْ حَصَّتَهُ مِنْ بَأْسِ الْمُعْدِنِ، اللّٰهُمَّ وَسُرْبِيْكَ مُحَمَّدًا أَصْلَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ بِرُؤْيَتِهِ
وَمَنْ سَعَهُ عَلَى دَعْوَتِهِ وَأَرْحَمَ اسْتِكَانَتَكَ بَعْدَهُ، اللّٰهُمَّ اكْشِفْ هَذِهِ الْغُمَّةَ عَنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ بِحُصُورِهِ
وَعَلِّلْ لَنَاظِهُورَةَ لِتَهْوِيْرِ وَنَهْيِ بَعْدِهِ وَنَرِا هُوَ قَرِيبًا بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝

تین بار داہنی ران پر اپنا ہاتھ مارے اور ہر مرتبہ کہے: ← العجل العجل یا مولائی یا صاحب الزمان ہے



شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے کروہ جتن وحیم ہے

اسے خدا، اسے بزرگ لفڑ کے پروردگار اور بلند کر سی (علم و دانش) کے پروردگار اور اسے بھرے پرے سمندر روں کے پروردگار اور توریت، انجلی اور زبور کے آثار نے والے اور سایہ (سردی) اور گرمی کے پروردگار اور قرآن عظیم کے نازل کرنے والے اور مقرب (بارگاہ) فرشتوں، نبیوں اور رسولوں کے پروردگار، خداوند! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، تیری گرامی مرتبت ابرو کے واسطے اور تیرے تابندہ لوز جمال کے واسطے سے، اور تیری دیرینہ فماڑ والی کے واسطے سے، اسے زندہ اور اسے قائم رہنے والے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، تیرے اس نام کے واسطے ہے جس سے سارے آسمان اور ساری زمینیں منور ہو گئیں، اور تیرے اس نام کے واسطے سے جس سے پہلے والے اور بعد والے راہ راست پر آگئے۔ اسے وہ زندہ جو ہر جاندار کے وجود سے پہلے سے زندہ ہے۔ اسے وہ زندہ! جو ہر زندہ کے بعد بھی زندہ رہنے والا ہے، اسے وہ زندہ جو اس وقت بھی زندہ تھا جب کوئی زندہ نہ تھا، اسے زندہ و قائم! انہیں ہے کوئی معبود تیرے سوا، خداوند! اپنے بخادے ہمارے آقا، امام، بادی، ہدایت یافتہ، تیرے امر کے قائم کرنے والے تک۔ اللہ تعالیٰ کا درود و سلام اور حمیت ہوں ان پر اور ان کے پاک و پاکیزہ آباد و اجداد پر، تمام مومنات کی طرف سے جو رودے زمین کے مشرق توں اور مغارب، ہمارا اور میدانی اور پہاڑی خطوط، خشکی اور جنگی روں میں رہتے ہیں اور میری طرف سے اور میرے ماں باپ کی طرف سے اس قدر درود و سلام جو وزن میں عرش خداوندی کے برابر ہو اور تقداد میں اس کے کلمات کے برابر اور حسن کا شمار صرف اس کا علم احاطہ کئے ہے بار الہا ایقیناً میں آج کے دن کی اس صحیح کو ارجب تک زندہ رہوں گا ان حضرت سے عہد و پیمان کی تجدید کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا اور ان حضرت کی سمعیت کا طوق اپنی گردن میں ڈالے رہوں گا تو اس سے روگر دانی کروں گا اور نہ ہی اسے کبھی تاروں گا۔ خداوند! مجھے ان حضرت کے مددگاروں، ساتھیوں، ان کی جانب سے دفاع کرنیوں، ان حضرت کی خود توں کو پورا کرنے میں جلدی کرنے والوں اور ان کے احکام کے بجالانے والوں، ان کی حمایت کرنے والوں اور ان کے مقاصد کی تکمیل میں پہلے کرنے والوں اور ان حضرت کی نگاہوں کے سامنے شہید ہونیوں میں قرار دے۔ پروردگار!

اگر میرے اور ان حضرت کے یہی وہ موت حاصل ہو جائے جسے تو نے اپنے بندوں کے لئے لقیتی قرار دیا، تو مجھے میری تبریز سے اس طرح باہر نکال کر کفن پوش اپنی تواریخ پہنچنے ہوئے، اپنا نیزہ تلنے ہوئے۔ دعوت دینے والے کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے، شہر میں ہو یا جگلی اور صحراء میں ہوں۔ بار الہا مجھے جمال ہدایت اور روشن و منور اور قابل سائش پیشیاں کا دیدار کر دے۔ ان کی زیارت کو میری آنکھوں کے لئے سرمد قرار دے، ان کی حکومت میں تجھیل فرما اور امیر ٹھوکر کو آسان کر، اور ان کی راہ کو کشادگی اعطاؤ کر، اور ان کی میانہ راہ پر جانپنی کی توفیق دے، ان کے حکم کو نافذ فرماناں کی پیش کو محکم و استوار کر بار الہا ان حضرت کی ذات سے اپنے بلوں کو آباد کر اور اپنے بندوں کو زندہ کر دے، ہے شک تو نے فرمایا تھا اور تیری قول چاہے خشکیوں اور سمندروں میں وہ فساد پھیل چکا جو لوگوں ہی کے ہاتھوں کالایا ہوا ہے، میں ظاہر کر دے، خدا یا! ہمارے لئے اپنے ولی کو اور اپنے نبی کی بیٹی کے فرزند کو جس کا نام تیرے رسول کے نام پر رکھا گیا ہے یہاں نک کہ باطل کے کسی حصے پر لے ٹکڑے طکڑے کر دے اور حقیقت کا جامہ پہن کر اسے واقعیت بنا دے۔ اور اسے خدا اسے اپنے مظلوم بندوں کی پناہ گاہ قرار دے اور اس کا مددگار قرار دے جس کا تیرے سو اکوئی مددگار نہیں اور تیری کتاب کے معطل احکام و قوانین کی تجدید ہو اور اپنے دین کی نشانیوں اور نبی اُنکی سنتوں کو استعمال اعطاؤ کر اور دشمنوں کے ضرر سے اسے حفاظ و مامون قرار دے۔ خداوند! اور خوش کر اپنے نبی محمدؐ کو ان کے دیدار سے اور اس شخص کو جوان کا مطیع ہو ان کی دعوت پر اور حرم کر طلب سکون کو ہمارے بعد ان کے خداوند! اکھوں دے (دور کر دے) اس عنم کو، اس امت سے اس کے حاضر ہونے سے اور جلدی کر بمارے لئے ان کے ظہور سے، تحقیق کر لوگ انکو تو دیکھئے ہیں دور سے اور ہم دیکھیں ان کو قریبے، اپنی رحمت سے اے بڑے رحم کرنے والے رحم کرنے والوں میں سے۔

جلدی، جلدی اے آقا، اے صاحب زمانہ اصولت خدا ہو تم پر، میں منتظر ہوں۔

کیا زمانہ غیبت

امام عصر (ع) کا میں دیداً ممکن ہے؟

بوجوگ اس تو قیع مبارک سے واقفیت رکھتے ہیں ان کے پیش نگاہ ہمیشہ یہ مسئلہ رہتا ہے کہ اگر زمانہ غیبت میں حضرت جنت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور سے قبل کسی قسم کے شاہدے کا دعویٰ بھوٹا اور افتر اوپر ہتھان پڑتی ہے تو پھر یہ کس طرح مکن ہوا کہ بہت سے افراد حضرتؐ کی خدمت باہر کتے میں مشرف ہوتے رہتے اور اس قسم کے بہت سارے واقعات لوگوں کے درمیان مشہور ہیں اور بہت سی معتبر قتابوں میں بھی درج ہیں؟ کیا امام زمانہ علیہ السلام کا دیدار کسی صورت میں بھی مکن نہیں ہے اور شیعہ یا مسیحی غیبت میں اس نعمت سے مطلقاً مردم ہیں؟ یا یہ کہ غیبت عمومیت رکھتی ہے اور جب کبھی حکمت خداوندی کا لاقاً مذہب ہوتا ہے، حضرت پہنچ آپ کو خوش نصیب افراد سے روشناس کرتے ہیں اور کبھی کبھی اس تقدیمہ کلی میں استشاو کے عنوان سے امام علیہ السلام کا دیدار ممکن ہے؟

اس سے پہلے کہ سوال کا جواب دیا جائے چند باتوں کی یاد دہائی ضروری ہے۔ اس صورت سے ان حضرتؐ کا دیدار کہ ہم ان کے وجود مبارک کو کوچہ و بازار نماز کے وقت مجدی، یا زیارت عتبات عالیات کے دوران یا مجامس عزادار سوگواری کے لیے..... ہم ان کو دیکھتے ہیں۔ اگرچہ حضرت مہدیؑ ہمارے بازیں امام ہیں، ان کو نہیں پہچانتے، کوئی عجیب بات نہیں۔ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غیبت اور اس طرز کے دیدار میں کوئی نظر و نہیں اتفاق سے روایات میں اس بات کو تاکید آتا یا گیا ہے کہ آنحضرتؐ جو کہ موسم میں ہر سال شرکت فرماتے ہیں اور لوگ انہیں دیکھتے بھی ہیں لیکن پہچانتے نہیں۔ (کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۱۱۲)

ایک روایت تین ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے صاحب الزمان علیہ السلام کو غیبت کے زمانے میں حضرت یوسف علیہ السلام سے اور لوگوں کو ان کے بھائیوں سے تشبیہ دی ہے جس طرح حضرت یوسفؑ کے بھائی ان سے (حضرت یوسفؑ کے حکمت پانچ کے بعد) محبت کرتے تھے، خرید و فروخت کرتے تھے، آمد و رفت رکھتے تھے، یعنی وہ لوگ بہیں جانتے تھے کہ وہی ان کے بھائی یوسف ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام بھی غیبت کے زمانے میں اسی طرح ہیں۔ لوگوں کے درمیان آتے جاتے رہتے ہیں۔ اور ہر اور ہر ہر ہر تھے ہیں، لوگ انہیں دیکھتے ہیں، لیکن انہیں پہچانتے نہیں۔ جب خداوند عالم انہیں پہچانتے کے لئے حکم دے گا تو بالکل دیسے ہی خود کو پہچانیں گے جیسے حضرت یوسفؑ نے اپنے آپ کو اپنے سے پہچانا یا تھا۔ (بخاری جلد ۵، صفحہ ۱۵۳)

اس سے اس قسم کے دیدار میں کوئی اشکال نہیں وارد ہوتا۔ لیکن کاشن کہ خداوند عالم اس قسم کا دیدار زیادہ سے زیادہ نصیب کرے۔

اسلامی عقیدے کے مطابق حضرت مہدی علیہ السلام کی غیبت دو قسم کی ہے، (۱) غیبت صغری (۲) غیبت کبری۔ آنحضرتؐ کے زمانہ امامت میں غیبت صغری کی مدت ۸ ربیع الاول ۲۴۷ یعنی امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے دن سے لے کر ۵ اشعبان ۳۲۹ یعنی میکہ ہے۔ غیبت صغری کے زمانہ میں اگرچہ امام علیہ السلام عام شیعہ تھے (یعنی عام شیعہ امام علیہ السلام کو نہیں پہچانتے تھے) لیکن آنحضرتؐ ایسے افراد سے جو آپ کے اور آپ کے پدر برادر کے خلصاء اور نزدیک ترین اصحاب میں سے تھے، امام اور عوام کے درمیان بلاط کی حیثیت سے تقریباً تھے۔ لوگ اپنے سائل اور اپنی مشکلات اور سوالات ان حضرت کے پاس لے جاتے اور وہ ان کے سائل مشکلات یا سوالات کو امام علیہ السلام نکل کر پہنچاتے اور ان کے حل اور جوابات لیکر عوام تک پہنچا دیتے۔ یعنی درمیانی اور واسطے والے افراد نائب خاص کے نام سے موسوم تھے۔ غیبت صغری کے ان ۴۹ رسول کے درمیان حضرت جنت کے چار نائبین خاص لگزدے ہیں۔ ان میں سے پہلے نائب خاص جناب عثمان بن سعید عمری، دوسرے انہیں کے فرزند ارجمند جناب محمد بن عثمان بن سعید عمری، تیسرا جناب حسین بن روح فوجی اور چوتھا جناب علی بن محمد سیمری۔

امام عصر علیہ السلام کے پورتھے نائب جناب علی بن محمد سیمری کی وفات سے چودہ نائب امام علیہ السلام کے انہیں مخاطب کرتے ہوئے ایک خط (تو قیع) صادر فرمایا۔ جس میں حضرتؐ نے فرمایا تھا:

”اسے علی بن محمد سیمری! چھوڑوں کے بعد تمہارا انتقال ہو جائے گا، اپنے کاموں کو درست کرو، کسی کو اپنا جانشین منجذب نہ کرنا، کیونکہ اسے بندیکمل غیبت کا سالمہ خروج ہو جائے گا۔ (یعنی امام اور لوگوں کے درمیان کوئی واسطہ نہ رہے گا۔) اور جلد ہی شیعوں میں سے ایسے افراد پیدا ہوں گے جو ”مشاهدہ“ کا دعویٰ کریں گے اس نئے خبردار ہو جاؤ گے کہ (اس کے بعد تجویض) جو شخص مشاہدے کا دعویٰ کرے وہ بھوٹا اور اپر ہتھان لگانے والا ہے۔ البتہ یہ کہ سفیانی کا ظہور یا آسمانی صحیح بلند ہو (اسی وقت امام کا ظہور واقع ہو گا)۔

اس طرح غیبت صغری اور امام کی جانب سے نیابت خاص کا سلاط ان حضرتؐ کے نائب خاص جناب علی بن محمد سیمری کی وفات سے ختم ہو گی۔ اور غیبت کبری کا آغاز اس خصوصیت کے ساتھ ہو اگر امام اور عوام کے درمیان کوئی خاص نائب نہ ہو گا۔

اب تک علاوہ کو اس کی خبر بھی نہیں پہنچی اور اگر پہنچی بھی ہے تو ان لوگوں پر اعتماد نہیں محتا اسی بناء پر انہیں اپنی کتابوں میں نقل نہیں کیا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ان پر انہیں بھروسہ نہ رہا ہوا کسی لئے انہیں اپنی تالیف میں جل جائیں دی۔

خداوند عالم خود ان حضرتؐ کے حق کے واسطے سے زمانہ غیبت میں ہم سے ان حضرت کے دیدار کی نعمت سلب نہ کرے اور ہمیں ان کے دیدار سے بہرو درکرے اور موت کے وقت ان حضرتؐ کو سہاری فریاد رسی کے لئے پہنچا اور ان حضرت کے دور حکومت میں ان کے انصار و اعونان میں، اپنے احسان اور کرم سے اقرار دے۔

بقیہ مہدی کون؟ صفحہ نمبر ۲ سے آگے

دوستی، محبت اور عشق کا دعویٰ ہے؟

آہ! اگر اس عالم رباني کی تعبیرہ ہوئی تو قلم میں اتنی طاقت کیاں بھی کروہ لکھنا، جب ایک شیدائی، ایک شکری دل امام زمانہ علیہ السلام کے حضور میں شرفیاب ہوتا ہے ان کے قدم مبارک پر گرپڑتا ہے، نار و شیرون کرتا ہے، آشوبہا تھے۔ آقا پوچھتے ہیں:- یکوں روتا ہے؟ کچھ بات پھیت کے بعد کہتا ہے: آپ کی جداگانی میں، آپ کی طولانی غیبت کی وجہ سے آپ کے شیعوں کے حالات کے سبب وغیرہ وغیرہ حضرت فرماتے ہیں: آنسو نہیا، اب بھی ہمارے شیعہ ہمیں نہیں چاہتے کہ ہم ان کی فریاد کو پہنچیں، ان کی طرف آئیں۔ جتنا پاس سے بے جین انسان آدھے گلاس پانی کے لئے رُت پتا ہے، ہمارے شیعہ اس قدر بھی ہماری سمجھو اور ہماری یاد میں تڑپ نہیں رکھتے۔

بے شک، پیاسا، ہونا چاہیے، پیاس کا احساس کرنا چاہیے، پانی کے لئے درد کر جانا چاہیے، ضرور کہ کہیجے کہ صرف دہی اور روہی پاسوں کو سیراب کرنے والا ہے لیکن سبھی سراب کے منند ہیں۔ فریب ہیں، دہی صرف علاج کرنے والا ہے۔ دہی صرف بخات دلانے والا ہے، اسی کی یاد تمام مشکلات کو دور کرنے والی اور جملہ کامیابوں کا راز ہے۔

مہدیؑ پر مسلم ہو:

ہمیشہ مہدیؑ کی یاد میں محروم ہنا چاہیے، مسلسل اس کی بارگاہ مقدس میں سلام خلوص بھجننا چاہتے ہیں:

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيفَةَ اللَّهِ وَنَاصِرَ حَقِّهِ

ہمارا سلام ہو جھپپر، اسے خدا کے جانشین اور اس کے دین کے یار و مددگار اسلامؐ علیکَ يَا بَقِيَّةَ اللَّهِ فِي أَرْضِهِ

ہمارا سلام ہو جھپپر، اسے روزے زمیں پر خدا کی بانی ماندہ محبت

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَادًا عَنِ اللَّهِ وَرَبِّنَا فِي آيَاتِهِ

ہمارا سلام ہو جھپپر، اسے خدا کی طرف دکوت دینے والے اور اے آیات خداوند کی مریٰ اور انسان و کائنات کے پرورش کرنے والے۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَابَ اللَّهِ وَدَيَّاتَ دِينِهِ

ہمارا سلام ہو جھپپر، خداۓ عن و جبل کی رحمت اور اس کے لطف کے دروانے اور اس کے دین کے حافظ۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَجْوَاهِ السَّلَامُ

ہمارا درود ہو جھپپر، ہمارے سارے درود اور تمامی سلام اور ایک ساتھ تم پر نثار ہوں۔

لہذا درج بالا سوال اس طور پر کیا جائے گا کہ کیا غیبت کے زمانے میں اس بات کا امکان ہے کہ ہمیں آخرستؐ کا دیدار لاضیب ہو گا؟ اور ہم اسے سچا ہونا سکتے ہیں کہ وہ ہمارے امام اور خدا کی محبت میں ہے۔

تو لوگ امام علیہ السلام کے تو قیع سارک میں ذرا بھی غور کریں اور ان فقرنوں کا گہری نظر سے مطالعہ کریں، «مشابہ» کے معنیوم پر پہلے اور بعد کے جملوں کو پہنچنے تقریباً کو تو جو دیواری، ان پر یہ بات پورے طور پر واضح اور دو شر ہو جائے گی یہ تو قیع سارک پوری کی پوری غیبت صفری اور نیا بت خاصہ کے خاتمے کا اعلان اور غیبت کبریٰ کے نئے دور کے آغاز اور کسی خاص نائب کے نہ ہو سکے کے اعلان پر مشتمل ہے۔ نائب خانی یعنی وہ شخص جو امام اور عوام کے درمیان واسطہ ہوتا ہے اور جب چاہتا ہے امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر کی مشرف ہو سکتا ہے (مشابہ) اور لوگوں کے مسائل اور سوالات کو امام علیہ السلام کی حضور میں پیش کرتا ہو اور ان کے جواب حاصل کر کے واپس کر سے۔ اس کوئی منصب و مقام غیبت کبریٰ میں وجود نہیں رکھتا۔ ایسا کوئی بھی شخص نہیں کہ جب جی چاہے اپنی صفائح سے امام کے حضور میں چاہے۔ جس طرح الگہ معصومین علیہم السلام کے اصحاب کیا کرتے تھے۔ یعنی امامؐ تک ان سے پہلے والے الگ کی طرح لوگوں کی پہنچ ممکن نہیں کہ جب چاہا دیدار کا شرف مل گیا۔ اذایب اربعہ اور ان حضرت سے پہلے کے اصحاب خاص کی اندکوئی شخص بھی نہیں ہر سکتا کہ جب کوئی کام در پیش آجائے، حضرتؐ کی خدمت میں مشرف ہو جائے۔ اگر کوئی شخص ایسا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے، اور ایسے دعے سے انکار میں ہرگز کسی قسم کا پس و پہنچ نہ کرو۔

لیکن اس تو قیع سارک سے ہمارے آتا دعوا امام زمانہ علیہ السلام کے دیدار کے امکان سے انکار کا محل ثابت نہیں ہوتا۔ جب خود حضرتؐ اجازتِ محبت فرمائی (نہ کہ اس وقت جب انسان خود چاہے جیسے نماز ارجمند ہو آپ کے خاص نایبین) جو جب چاہتے ملاقات کا شرف حاصل کر لیتے۔ اگرچہ امامؐ غیبت کبریٰ کے درمیں ہیں پھر ہمیں امامؐ کی خواہش پر عام اوری بھی دیدار سے مشرفت ہوئے لیکن حضرتؐ کے دیدار سارک کا مستثنی ہونا کوئی ایسی چیز نہیں ہو جاتا ہے۔

یہی سبب ہے کہ غیبت کبریٰ کے زمانے میں بھی بہت سے ایسے لائق و فائی افراد تھے جنہیں اس ترقیت و سعادت عظمی کا شرف حاصل ہوا اور انہوں نے حضرت کے دیدار مبارک سے اپنی بصیرت و باصرت کو جلا دی اور ان زیارتوں کے دوران عجیب و غریب سچری سے ظہور میں آئے۔ جس سے شک دشہ کی تمام راہیں مسد و سہ جاتی تھیں علماء بزرگتھے، جہاں تک انہیں اطلاع ملی ہے، یا تو کتابوں میں دیکھ لیتے یا قابلِ اعتماد ازادر (جتنی کی باقاعدہ میں کہیں بھوٹ کا شاہر ہے) سے ملائے ان واقعات کی کتابوں میں جمع کر دیا ہے۔ مرحوم علام مجتبی اعلیٰ اللہ مقام نے بخارالانوار میں، محدث نوری مرحوم صاحب مسند رک اوسائل سے تجھ شاقب میں سو واقعات، اور جنت الماولی، (صیہرہ سجاد، ۵ جمعی ہوں) میں اسی قسم کے دیدار کے واقعات نقل کیا ہے۔ صاحب تفسیر بہانہ شریعت کا طاب ثراستے ایک کتاب، تہذیفۃ الاولیٰ، حضرت کے دیدار ہی کے موصوع پر لکھی ہے۔ شیخ علی اکبر بنہادی نے کتاب العقیری الحسان جلد دو سو سے زیادہ واقعات کا ذکر کیا ہے۔

غرضنگہ آج بھی اس قسم کے واقعات اس قدر ہیں کہ جنہیں ازاد نے لفظ کیا ہے یا ان سے باخبر ہیں اور ان پر اعتماد بھی ہے۔ اور بہت سے ایسے واقعات کی سب کی بناء پر نقل ہی نہیں کئے گئے۔ بہت سے واقعات ایسے بھی ہیں جنہیں

جذبِ خداوند سے نکل جاتا ہے

”وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ دُكْرُى فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكاً وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَلِي“ (سورہ طہ: ۱۲۳)

یعنی اور جس شخص نے میری یاد سے من پھیر تو اس کی زندگی بہت تنگی میں بسر ہو گی اور ہم اس کو قیامت کے دن اندر ہابنا کے اٹھائیں گے۔ وجود کو لاحدو د ذات خدا کے سامنے جھکنے پر محبوک رکے، جھوٹے خداوں کے سامنے سجدہ کرتے ہے اور اپنی ہستی کو ان باعث ننگ و عار اور جھوٹے خداوں کی خوشنودی کے لئے وقف کئے ہوئے ہے۔ اور یہ مانی ہوئی بات ہے کہ لازمی طور پر اس بُست پرستی سے ان ان کی اپنی ذاتی حیثیت و شخصیت ختم ہونے کے ساتھ اس کا سماج بھی بکھر کر ہو گیا ہے۔

”أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عِلْمٌ...“
یعنی اسے رسول! کیا تم نے اس آدمی کی حالت دیکھی اور اس پر عزور کیا جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا اور اللہ نے جان پر بھجوکر اس سے توفیق ہلاکتی چھپنے لی
— بوبات پر جمال تسلیم شد ہے کہ ہو اپستی کا نتیجہ گمراہی اور سرگردانی اور کمزوری کی پیداوار بے سی و بے چارگی اور بدحالی ہے۔

جب ہی کوئی معاشرہ پریشانی و بدبحالی کی آگ میں جل رہا ہو اور جو انسان خوناک یکھیتوں، دمیشناک حالات اور بے چینیوں کے چیلگی میں چھپنے کے طریقے سے بخت زندگی کا نہایت زندگی کا نہایت ہو اور اس کمزوری اور بدجنتی سے بخات کا خواہشمند ہو تو وہ کئی خداوں کو چھوڑ کر خدا کے وحدہ لاشریک کی پناہ میں آجائے، ابدی ارتقا کی طرف کامرن ہو جائے۔ وہی وہ وقت ہے جاہے جب دنیا کے مادیت کے تمام مظاہر اور اعمال خدا کے لئے اور خدا کی خاطر انعام دیتے جائیں اور مطمئن قلب اور طاقت سے سرشار زندگی بس کرے۔ اس موقع پر جو بات

یادداہی کے قابل ہے وہ یہ کہ بغیر کسی بڑے بول اور لالاف زنی کے، دنیا کے جلد نقاوموں میں صرف اسلام ہی وہ نظام زندگی ہے جو مکمل طور پر اس حقیقت کی نشاندہی کے لئے زور دیتا ہے اور عجیب و غریب غور و فکر کے ساتھ بیش قیمت توحید سے متعارف کرتا ہے۔ اسلام، «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ»، نامی حکم اور مصوب طبیعت کی طرف راستہ نمایاں کرتے ہوئے انسان کی ہر فتنہ کی نکری خلای کا خاتمه کر دیتا ہے۔ اور انسان کے افکار اور عقول کی بڑی بیوہ خیالات اور اوهام کی ہزاروں برس پر ای ذخیرہ وں کو ملکوئے ملکوئے کر دیتا ہے۔ اسلام ہی نے جھوٹے خداوں کو ان کے مقام خداویں سے گھسیٹ کر زمین پر ڈال دیا۔ آزادی کے نفر، «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ» کا پہلا فقرہ یعنی «لَا إِلَهَ» سارے جھوٹے خداوں کے وجود اور ان کی قدرت و طاقت کی نفع کرتا ہے۔ تاوقتیکہ لوگوں کے ذہن کیمادہ ہو جائیں اور متعدد خداوں کے عقیدے کو ان کے افکار سے جوڑتے اکھار کر چینیں ہے۔ پھر فرماتا ہے «الا اللہ» یعنی صرف معنو و تقدیمی اور خالق اصلی ہی اللہ ہے۔ اور وہی پرستش کے قابل اور عبادت کے لائق ہے۔ انسانوں کو چاہیئے کہ اس کے سامنے سجدہ ریز ہوں اور اپنی ذات اور وجود کو اس کے لئے اور اس کی خاطر جائیں۔

خدا کے سارے پیغمبر اس بنیادی عقیدے پر متفق ہتھے، اور ساری بزرگی و نعمت

دنیا کے بے شمار انسان اپنے مجبود حقیقی کی بارگاہ قدس شریفہ پر چھپے ہوئے ہیں۔ نتیجے میں ہزاروں قسم میں بے شمار انسانوں کو اپنے لئے خدا کی حیثیت ہے جن لیا ہے۔ مددوں سے ہوا و ہوں کے بہت اس بوجھے اور کہنے سال عبادت خانے میں جس کا نام دیا ہے۔ ایک جماعت پر اپنی خدائی کا سکھ جماعت ہوئے ہیں اور زبانے کتنے افراد کو اپنے مقابل میں سر جھکانے پر بھجوکر کے رکھ دیا ہے۔ ان بھجوٹے خداوں نے مدد دلائل سے ان گنت لوگوں کے اذکار و خیالات پر اس مضبوطی کے ساتھ قبضہ جما کھلے ہے کہ کوتہ اندیش اور سطحی فکر رکھنے والے ان بتوں پر اپنے جنگوں کو بھی اڑپاں کروئے پر باک نہیں حسوس کرتے اور اپنے پورے وجود کو ان کی پڑھی اور کر دیتے ہیں۔

کل نک کی دنیا میں یہ سارے بت ایک بے جان پیکر تھے جو کبھی پتھر، تو کبھی لکڑی اور کبھی بھی خرمائے درخت سے بنک جاتے تھے، کبھی ایسا بھی ہوتا کہ جانوروں کی صورت میں یا پھر فطری مظاہر جیسے سورج، چاند اور ستاروں کی شکل میں ہوا کرتے تھے۔ لیکن آج کی دنیا میں، خاص طور پر مہذب اور تمدن سوسائٹیوں میں، ان بتوں کے نام اور شکل صورت بالکل بدل گئی اور اران کی جگہ پر ممال و نور، طاقت اور زور دستی منصب و مقام اور شہرت خلاصہ کی مادی دنیا کے مظاہر اگئے جنہوں نے انسان اور انسانیت کو اپنے قبضہ واختیار میں لے لیا۔ اور بغیر کسی مقصد و ارادے کے لوگوں کو اپنا غلام اور بند کلبے دام بنالیا ہے۔

آج کا انسان یہ سوچنے لگا ہے کہ کھانا، پینا، سونا، جنمی خواہشات کو مطمئن کرنا، سینہ جانا، ناچنا گانا اور کسی بھی طریقے سے مال و دولت کھانا ہی زندگی کا اصل مقصد ہے۔ آج کے بعض مادہ پرست اور شہروں اور جنسی خواہشات کے مارے ہوئے انسان، انسانیت کے اعلیٰ اقدار اور مطالب یعنی پاکیزگی، شرافت، نفس پر قابو، عدل والغات محبت اور فضیلت جیسی چیزوں کو نادر و نایاب شکل میں دیکھتے ہوئے عجائب گھر میں رکھنے کے لائق سمجھتے ہیں اور کچھ لوگ ان سے دوچار قدم بڑھ کر، بڑی بے شرمی اور کمال بے حیانی و بے غیرتی کے ساتھ ان زندگی بخش قدروں اور معیاروں کو دور کی آواز تصور کرتے ہوئے انہیں اپنے سماں کے قریب پہنچنے لہیں دیتے بلکہ ان کو دور کی رکھتے ہیں۔ یقیناً یہ لوگ گھنٹا اور غور کے شکار ہو چکے ہیں اور اپنے اپنے ہمتوں اس افراد کے درمیان سے ان چیزوں کو دور رکھنے کی مگر میں رہتے ہیں۔ کیوں؟ ان سارے «کیوں» کا جواب صرف ایک ہی بات ہے اور وہ یہ کہ انسان خدا کے وحدہ لاشریک کی عبادت و بندگی سے منہ مورچا کا ہے اس لئے اب اس کے لئے مزوری و لازمی ہو گیا ہے کہ مجبود حقیقی کی عبادت و بندگی اور حمد و شناکے بجا کے اپنے دور کے جادو اثر بتوں کی پرستش اور بندگی کرے اور بجا کے اس کے اپنے عنیرت مند اور آبر و مندانہ

اسلام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بارہواں جانشین اور دہی وہ پیشوائے جس کا وعدہ کیا گیا ہے اور دوسری تمام ملتیں اور مذاہب مختلف ناموں سے جس کا انتظار کر رہی ہیں۔ وہی امام تینیں علیہ السلام کی سلسل میں نواز فرزند اور امام حسن العسکری علیہ السلام کے بعد ان کا خلیفہ بلا فصل ہے۔ وہی پروردگار عالم کا عظیم خلیفہ و نائب ہے دہی روئے زمین کو عدل والضاف اور حق سے بھر لے گا۔ وہ ذخیرہ خداوندی ہے جو ایک دن ظہور کرے گا اور خدا پرستی اور وحدانیت کی جان بخش آواز دنیا کے گوشہ و کنار میں گوئی بخوبی، اس دن نیکو کار اور خدا کے صالح بندے زمین کے وارث ہوں گے اور دنیاولے پرستم توحید کے پناہ میں سب سے زیادہ بلند مراتب کمال اور سر بلندی تک پہنچے جائیں گے لہذا ان تمام خدامی سیفروں پر درود ہجر توحید کی لاد میں بڑھ کر حصے لے رہے ہوں۔ اور درود ہجریت کی پرستی کی راہ میں جدوجہد اور کوشش کرنے والوں پر اور آخر میں درود ہرا اسلام کے آخری پیشواعصرت بقیۃ اللہ بارہمیں امام، سجیت بن الحسن العسکری زندہ و پامنہ پلور علی خلائق حکومت پر جس کی بنیاد خدا کے آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مضبوط و توانا ہا تھوڑے سے رکھی گئی اور جس سے اپنی علمی اور عملی برتری پوری تاریخ بشریت میں ثابت کر دی۔ اور انشا و اللہ ایک دن وہ بھی آئے کا جب آخرت کے آخری وصی حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ ارشیف کی رہبری و رہنمائی میں اپنی قدرت و اقتدار اور سر بلندی کے اعتبار اور جو پہنچے گی اور دنیا عدل والضاف سے اس طرح بھر جائے گی جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔

جاہ و جلال، برتری و سر بلندی اور کمال کو خدا پرستی کے رجان کے سایے اور اس وحدہ لاشیک ذات کے سے تمام مصنوعی جھوڈوں کے بندھوں سے آزاد ہونے میں جانتے تھے۔ اور جبلہ پیغمبر ان خدا کی تمام تری یہ جدوجہد اور کوشش رہی کہ وہ لوگوں کو اسی مضمون اصل و عقیدہ سے سے آشنا کر دیں۔

اگر حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیؑ اور حضرت عیسیؑ و دیگر جملہ انبیاء علیہم السلام نے بودھ کو جھیلے، مصیتیں اٹھائیں اور ظلم و جور کو بردشت کرتے رہے تو اسی لئے کہ انسان اور انسانیت کے حال اور سرگردان قافیے کو آلام اور اطمینان کی اس منزل تک پہنچا دیں جس کا نام میکٹا پرستی اور توحید ہے۔ پیغمبر اسلامؐ اور ان کے عظیم اور بزرگ جانشینوں نے اتنی مشقتیں اور زحمیتیں برداشت کیں تو ان کا مقصود یہی تھا اس لئے کیا پیاسی روحون کو شکر کی جلا کر خاکست کر دیتے والی آگ اور بست پرستی کے پکتے ہوئے شعلوں سے نکال کر تو حید اور خدا پرستی کے خوشگوار حصے تک پہنچا دیں اور انسانیت کی شام روح کو ہمیتان معرفت خداوندی سے مطرود کر دیں۔

اب اگر یہ حقیقی ارتقا اپوری شکل میں جلوہ از زردہ ہوئی ہوا اور انسانوں کی اکثریت نے مختلف زمالةوں میں، پیغمبروں کی اس آسمانی آواز اور ان کی دعوت پر بلیک شکہ ہو تو مزدوری ہے کہ یہ ارتقا و ترقی طور پر عملی شکل میں اکے اور وحدانیت خداوند متعال کی حکم اور طاقتور منطق کی ایک الہی اور باعفہت شخصیت کی رہبری اور تعالیمات کے سایہ میں جواب بھی اللہ کے ذخیرے میں موجود ہے، چنانچہ اس اور واقع پانچاہیتے وہ شخصیت حضرت مجتبہ بن الحسن العسکریؑ کی ہے اور اسی کو مہدیؑ ہی کہتے ہیں، پیغمبر

یوسف فاطمہ کا

از ای شفق تا آں شفق
میہر ریارے حق
حشم و چراغِ مصطفیٰ
قلب و رمانت مصطفیٰ
مقصود بیت اللہ تو
دانکے حق آکاہ تو
اصفات کی شمشیر تو
اسلام کی تصویر تو
دنیا کے نکلت در بغل
لے چاند بادل نے نکل
لے باشاد بجهہ بہ
پیاسے میں آنکھوں کے صوف
چس رعنائی ہرگی کب
ہم کو دوبارہ زندہ کر
اے ما و شعبان طہب
اے قائم پائندہ تر
اے متسر مظہر میں آ
اے تو کہ جان دیدہ ہے
کیوں تجھ کو ہم سے پردہ ہے
اے تو کہ روشن کردہ ہے

اعلیٰ گھر، والانسب
فائزہس ایوان قدم
بنیادِ خلیق، جہاں
در جا شرف، بر ج رحش
شہاد بھی اور مشہود بھی
اسے پرده دار، اسے منتظر
تو پختہ حق کا امیں
تو عسکری کی آن ہے
ساری چن کی نازش
آل بنی اہ کی ڈھالہ ہے
آہب رواں مسکن ترا
عترت بھی تو، ترآل بھی تو
اب امیر المؤمنین

قَبْرُ اَمِ الْمُرْسَلِ اَوْلَى صَبَرٍ مَا اَنْتَ

لادے جو جر اسود کو اپنے مبارک ہاتھوں سے دیوار کعبہ میں نصب فرمائے۔
بہر حال ان تمام امور کو مر پہلو سے سوچ سمجھ کر میں نے ابن ہشام کو اپنی موجودہ
رسالت دنیا بہت کے لئے نہایت مناسب اور موزوں سمجھا اور اس کو سواری اور زادہ
نیز دریگھ ضروریات سفر میا کر کے مکہ مظہرہ زاد اللہ شر فما کی طرف روانہ کر دیا۔ خصت
کرتے وقت ایک خط اس کو دے دیا اور کہہ دیا کہ اس خط کو اسی بزرگ کے ہاتھ
میں دے کر جواب حاصل کرنا جو جر اسود کے نصب فرمانے کا منصب ادا فرملائے۔
میں نے اسی عرضیتے میں اپنی بیماری کے نتائج کی نسبت پچھا کھا اور یہ بھی دریافت
کیا تھا کہ جو بڑہ مردم میں میری مت واقع ہو گئی یا نہیں؟

ابن ہشام کا بیان ہے کہ وہ مجھ سے رخصت ہو کر بغداد سے روانہ ہوئے اور
قابلہ جماعت کے ہمراہ مکہ مظہرہ میں بخوبی عائیت تمام داخل ہوئے جسیں اتفاقی سے
اسی صبح ای کو نصب جر اسود کی مقدس رسم ادا کی جانے والی تھی۔ دور دور سے
اہل اسلام کی بے شمار جماعتیں جو ترقی درجوت مکہ مظہرہ میں آرہی تھیں اور کچھ تو پہلے ہی
سے آپکی تھیں۔ ہر شخص اپنے اشتیاق اور تمدنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسی خاتمہ مقدس
میں مشتاقین اور نازکین کی کثرت اور جمعیت کی وجہ سے تل دھرنے کی جگہ باقی
نہیں تھی۔ ایک دوسرے پر گرا پڑتا تھا۔ عام بے چینی اور اضطراب کا سخت عالم
تھا۔ بیت اللہ المحرام کے مقدس خدام اور فوج سلطانی کے اندادی حکام حفاظت
جان کے بہت کچھ انتظام کر رہے تھے اور لوگوں کو اس سچوم شیر میں چوٹ کھانے،
زخمی ہونے اور پس جانتے سے بچا رہے تھے۔ آخر کاریہ لوگ بھی اپنے موجودہ انتظام
سے نکل کر عاجز ہوئے۔

ابن ہشام بیان کرتے ہیں کہ میں اس عالم رستخیز کو دیکھ کر علیہ ایک طرف کھڑا
ہو گیا اور خدام کعبہ میں سے ایک صاحب کو اپنے پاس بیا کر اور ایک معتد بر قم دے کر
ان سے استدعا کی کہ وہ اس رقم کے معاوضہ میں مجھ کو ایک ایسے مقام پر پوچھا دیں
یا کم از کم وہاں کھڑا کر دیں جہاں سے میں بخوبی اس بزرگوار کی زیارت کر سکوں جو جر اسود
کو اپنے مقام پر نصب فرمائے۔ خادم نے میری درخواست کو خوش خوشی منظور
کر کیا اور مجھ کو فوراً جر اسود کے قریب لے جا کر کھڑا کر دیا اور اس خیال سے کہ لوگ
اپنے زور و قوت کے بل بوتے پر مجھے یہاں سے ہٹا نہ دیں، میں نے اس پاس کھڑے
محافظوں اور سپاہیوں کو کچھ دلائی۔ چنانچہ میں جہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔ اور
پورے اطمینان کے ساتھ اس مقدس رسم کے تمام مراتب کو انجام دیتے
ہوئے دیکھا۔

اسی اثناء میں چاروں طرف سے پلاش رو غل اٹھا اور اس کشت اور ہجوم
میں ایک تازہ اضطراب اور انتشار کا عالم پیدا ہوا کہ اس کا بیان کرنا میرے امکان
سے بالکل خارج ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد امتنقی باللہ اپنے جملہ حشم و خدم کے

قرامطہ نے مکہ مظہرہ جملہ کر کے جرم عمرم کی عمارت منہدم اور سما کر دیا۔ مسجد
المحرام کی عمارت بھی ڈھاڈی۔ خاص کروہ دیوار جس میں جر اسود نصب تھا۔ جب یہ فرب عبادی
خلیفہ متفقی کو ملی تو شکر کشی کر کے قرامطہ کا قلعہ قلعہ کر دیا۔ جب اسے ان تمام امور سے فرازفت
تھی تو جرم عمرم کی مرمت کا کام شروع کر لیا۔ اس میں شکر ہیں کہ قرامطہ کے مظالم و شہادت
سے عمارت بیت اللہ کو اتنا ہی نقصان و گزند پوچھا تھا جتنا جماعت بن یوسف کے ساتھ
مفاسد سے سبق مبارک سے لیکر دیواروں تک کو صدمہ پہنچا تھا اور وہ جا بجا سے
شق ہو کر پڑی تھیں۔ شخص صاددہ دیوار پر ایسی تھیت کی طرف سے بالکل زمین پر آرہی تھی جس میں
جر اسود نصب تھا۔ دیوار کے گرنس سے وہ مقدس پتھر بھی اندر کی طرف زمین پر پڑا تھا۔
چونکہ آئندہ ایام جو تک بیت اللہ مقدس کی مرمت نہایت ضروری تھی۔ اس لئے
اس کی مرمت فوراً شروع کر دی گئی اور تھوڑے ہی عرصے میں مرمت پوری ہو گئی۔ چھت،
دیواریں، ستون وغیرہ بدستور درست اور مستحکم کر دیے گئے۔ ان کے علاوہ صحن مقدس،
نرمم اور حصار مظہرہ کے نقصان شدہ مقامات بھی ایسا ترمیت کر دیے گئے۔ الغرض
جب ان تمام امور سے فرازفت ہو گئی تواب جر اسود کے نصب کے جانے کا وقت آیا۔
کتاب خارجی میں ابی قاسم جعفر بن محمد ابن قولویہ کی زبانی منقول ہے۔ ان کا بیان ہے
کہ جس سال غارت خانہ کعبہ اور جزاں جر اسود کا واقعہ ٹھوڑی میں آیا۔ اور پھر اس کے بعد مرمت
کعبہ اور نصب جر اسود کی ضرورت پیش آئی تو اسے دل میں خود بخود یہ خیال پیدا ہوا کہ میں
اس وقت اور اس موقع پر بذات خود خانہ کعبہ میں حاضر رہ کر اس تقریب مبارک اور اس
رسم مقدس کو اپنی آنکھوں سے دیکھوں اور اس ترکیب سے اس خاصہ درگاہ ربانی اور
برگزیدہ بارگاہ یزدانی کے جمال نژادی کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو روشن اور بہت ڈا
کروں۔ جو اپنے مبارک ہاتھوں سے اس مقدس خدمت کو انجام دے کے از روئے عقیدہ
وکی امام زمان ہے اور وہی جستی درالسلام اللہ علیہ ہے۔ جیسا کہ جماعت بن یوسف
کے وقت میں اس مبارک خدمت کو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے انجام
فریبا تھا اور ان حضرت ۲۳ کی موجودگی میں کوئی دوسرا اس کے لائق نہ تھا احترا اور سنہ
کوئی دوسرا از خود اس کی بجا آوری پر جرأۃ کر سکا تھا۔

لادی حدیث کا بیان ہے کہ اس خیال سے میں نے مکہ مظہرہ کا مصمم الادھ کیا
اور اپنے طعن سے چل کو بعد اپنے پچا۔ بدستی سے یہاں پہنچ کر علیہ ہو گیا۔ بیک ری آئی
ٹوالت نے یہاں تک نسبت پہنچا کی کہ مجھ کو اپنی موت کا لینکن ہو گیا۔ آخر کار اسی
مالیوی کی حالت میں مجھے خیال آیا کہ اگر مجھ کو اس مقصد کے پورا کرنے کی طاقت نہیں ہے
ترکی دوسرے کے ذریعہ اپنی اس تمنا کو پورا کر لینا چاہیے۔ مگر اس خیال کے ساتھ
ساتھ بھی یہ خیال بھی فوراً پیدا ہوا کہ آخر اس شخصی غیر کی صدقہ بیانی کی نقدیت کے
ہو گے۔ اس کی ترکیب میں نے یوں نکالی کہ اپنے ایک مقصد کو ایک عرضی میں لکھ کر
اپنے پاس رکھ لیا اور یہ سوچا کہ اس غیر شخص کو یہ تحریر دے دی جائے اور یہ تاکہ
کر دی جائے کہ اس کو اس بزرگ کی خدمت میں پیش کر کے تحریری یا زبانی جواب

بہر حال ابن ہشام کہتے ہیں کہ میں وہاں سے والپس ہو کر بغداد پہنچا۔ اور جعفر بن محمد سے مذکور سالا واقعہ بیان کر دیا۔ ان واقعات کے سختے سے جعفر کے دل پر بھی کچھ ایسا اثر ہوا جو میرے قلبی تاثرات سے کم نہ تھے۔ جعفر کو اس مرض سے شفاف کی حاصل ہو گئی اور آپ کے ارشاد کے مطابق تیس برس تک زندہ رہے۔ بجب انتیں^{۲۰} برس ہو گئے اور تیسویں سال کا آغاز ہوا تو انہوں نے ماکان اندیشی کے پیش نظر اپنی تمام جائیداد کو عزیز واقارب پر تقسیم کر دیا۔ جن کو وہ اپنی وراشت کا جائز حقدار سمجھتے تھے، اس استھان کے بعد ان کی طبیعت اچانک بچڑا گئی اور پونک تیسویں سال تھا جس میں ان کے انقلاب کی خبر دری گئی تھی اس نے وہ بیمار رپتے ہی زندگی سے مایوس ہو گئے عزیز واقارب، عبادت کے لئے آتے انہیں تسلیاں دیتے کہ تم ضرور اس مرض سے شفایا بہو گے تو ان لوگوں کے بھواب میں کچھ تجھکو کامل طور سے خبر دری گئی ہے کہ اس سال میں ضرور مجاہد کا میرے عقیدے کے مطابق کبھی اس کے خلاف ہو نہیں سکتا۔ الغرض وہ اپنے اسی رسالت فی الایمان اور علوص فی العقیدہ کی کامل حلalten میں اپنے موجودہ مرضن کے ظاہری سبب سے انقلاب فرمائے۔

(بخارا اور مسلم، جلد ۱۹ ص ۱۹۷ مطبوعہ ایران قدیم نقل از در مقصود)

ساتھا اس مقام میں داخل ہوا اور جرجاسود کو اس کے مکان اصلی پر نصب کرنے لگا۔ مگر وہ اپنے مقام پر فرار بھی نہ ٹھہر اور فوراً زین میں پر آئے۔ اس نے پھر کوشش کی ملکے سود ثابت ہوئی۔ غرض کوئی بار کوشش کے بعد عاجز آگئی۔ پھر انی ذات کی مجبوری اور ناالمیت ثابت کرنے کے بعد اپنے اعزاء اور اقارب سے پوری کوشش کر داں۔ مگر ان لوگوں کی بھی کوششی بے کار نہیں۔ یہ ذبح کر لاس نے وزراء والا بین سلطنت سے اس خدمت کو انجام دیا تھا۔ اس نے بھی مجاہد کا کام ہو گئے۔ ناچار اس نے مکہ کے علماء و افاضل اور اکابر دعا نہ ہوئی تھی اور القصار کی قدیم شنوں کی یاد کار رکھتے، ان سے یہ کام لیتا چاہا۔ اس کے بعد بھی اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ آخر کار تھک ہاڑ کر نہادت درسوائی کے ساتھ اپنی جگہ والپس آئے۔

بھی ان تمام لوگوں کی حیرانی اور پیشیاں کی بھی کیفیت تھی کہ اس جنم غیر اور بمعکش سے اچانک ایک جوان خوش رو، گندم رنگ فناہر ہوا اور اس نے آتے ہی اس مقام پر تھر کو اٹھایا اور ضرور اس کے مقام اصلی پر رکھ دیا۔ اس کے رکھتے ہی وہ پھر اپنے مقام پر اپنے استحکام اور ضبوطی سے قائم ہو گیا۔ کبھی اس مقام سے علیحدہ ہوا ہی نہیں تھا۔ اس قدر تی منظر کو دیکھ کر اس قیامت کے محروم میں تحسین دافری کی سرفراز صدائیں بلند ہیں۔ شور و غل اس قدر تھا کہ نہ تو دیکھنے والوں کے ہوش بجائے اور نہ سختے والوں کے حواس درست۔

وہ بخوبی رعناء اس مبارک خدمت کا انجام دیکھ فوراً اس مقام سے روانہ ہو گیا۔ ابن ہشام کا بیان ہے کہ چونکہ عیرادی مقصود اس بزرگ کی زیارت سے تھا اور سفر کے مصائب و آلام کو اسی سعادت کی حصول کے لئے برداشت کے سبق۔ اس نے میں بھی ان حضرت کے پیشے پیچھے چل پڑا۔ اس جنم غیر میں، اس بخوبی کو چھڑتا چھڑتا اس کے پیشے پیچھے ہو گیا۔ بڑی دشواری اور دقت کے ساتھ اس کے پیشے پیشے بہت اڑام کے دروازے تک پہنچا۔ میرے جنم کے پہرے جگہ جگہ سے ملک ملک کر چھٹے چھٹے جنم کا کچھ حصہ زخمی بھی ہو گیا تھا۔ اب بوجام الخرام کے دروازے سے دیکھا تو وہ بخوبی دروازے سے کچھ در کے فاصلے پر تھا، فوراً اس کے مقابل میں روانہ ہوا۔ میں نے ہر چند چاہا کہ اپنی رفتار کو بڑھا کر اس سے مل جاؤں اور اپنے میں بھر بن محمد کا وہ سرسری ہلفا فہر جا کر بڑھا کر کھا کیا تھا، وہ دوس، تیس بھی نے حکس کیا کہ اس تیز رفتار کے باوجود دسی طرح اس تک نہیں پہنچ رہا ہوں۔ اس مشاہد سے میرے ولی بران کی عظمت و جلالت کا نہایت سخت اور جھلکا اثر پڑا۔

تاتم میں نے آپ کا مقابلہ نہ چھوڑا اور سایہ قدم کی طرح ساتھا چھلڑا۔ یہاں تک کہ ہم دونوں نکل کی آبادی سے باہر نکل گئے اور اپنے مقام پر سہر پنچے جہاں میرے اور آپ کے سوا کوئی دوسرا شخص نہ رہا تو یکاکیں آپ میری طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ تم بھی کیا دینا چاہتے ہو لاو۔ لے آؤ۔ یہ سخنے ہی میں نے جعفر بن محمد کا قرعہ نکال کر ان کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ بغیر اس کے کہ اسے کھو لیں اور اس کے مظاہر کو پڑھیں، مجھ سے فرمائے گے:

”اس رفقہ کے لکھنے والے سے کہدینا کہ موجودہ علات میں تمہارے لئے خوف بلا کلت نہیں، ابھی تمہاری زندگی میں تیس برس اور باقی ہیں۔“

ابن ہشام کا بیان ہے کہ اتنا سنا تھا کہ میں اپنے خصوص و عقیدت کے ناقابل برداشت ہوں۔ میں بے اختیار ہو کر رونے لگا اور کچھ ایسا بے تاب ہو کہ مجھ میں حس و حرکت بالکل باقی نہیں رہی۔ آپ مجھ کو اسی حالت میں چھوڑ کر نظر میں سے غائب ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب میری حالت میں کچھ اتفاق ہوا تو میں نے آپ کو وہاں نہ پایا۔

سَرْ وَرَقَ کی تُوضِیح

جب خداوند عالم حضرت امام مہدی علیہ السلام کو ظہور کی اجازت دے گا حضرت مقام ابراہیم اور جرجاسود کے دریافت اپنے نہایت ہی باوقاف ۳۱۳ افراد سے بیعت لیں گے اور اس آیت کی تلاوت فرمائیں گے۔

بَقِيَّةُ اللَّهِ حَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ۔ (سورہ ہود ۶۴)

اسی آیت کے ذیل میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”جب ظہور فرمائیں گے خاتمة کعبہ کی دیوار کا سہالاں ہیں گے۔ اس وقت ان کے ۳۱۳ پیروکاران کے گرد جمع ہو جائیں گے اور سب سے پہلے اس آیت کی تلاوت فرمائیں گے“ بقیۃ اللہ حیر لَکُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ۔ (باقیۃ اللہ تھمارے لئے بہتر ہے اگر تم مومن ہو) اس کے بعد فرمائیں گے:

”أَنَّا بِقِيَّةَ اللَّهِ وَحَلِيقَتَهُ وَحُجَّتَهُ عَلَيْكُمْ“

(یہ بقیۃ اللہ ہوں، اس کا جانشین ہوں اور تم پر اس کی حجت ہوں)

اس وقت ہر شخص کی کہہ کر حضرت کو سلام کرے گا:

”السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَقِيَّةَ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ“

زمین پر خدا کی آخری حجت! سلام ہو آپ پر (المہدی فی القرآن ۶۷)

سلام ہو آپ پر

سلام ہو آپ پر

سلام ہو آپ پر

سلام ہو آپ پر

حضرت امام علی رضا علیہ السلام یہ عاجمع کے دن نماز ظہر کے قنوت میں پڑھتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللَّهُمَّ صَلِحْ بَنِي اَسَائِكَ
وَرُسُلَكَ وَحَقَّہِ بِلَا نِكَّہِ وَآتِدُکَ رُوحَ الْقَدْسِ مِنْ عَنْدِكَ
وَاسْلُكْمِنْ بَنِي دِيَارِ مِنْ خَلْفِهِ صَدَّا حَفْظُونَهُ مِنْ كَلِسَوَةِ
أَنْدِلَمِنْ بَعْدِ خُوفِهِ أَمْنَا يَعْبُدُكَ لَا يُشَرِّكُ بِكَ شَيْئًا لِلْجَعْلِ
إِحْدَى مِنْ خَلْفِكَ عَلَيْكَ سُلْطَانًا وَأَذْنَنَ لَهُ فِي جَهَادِكَ
عَلْوَهُ وَاجْعَلْنِي مِنْ اَنْصَارِهِ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيرٌ.

پروردگار! جن وسائل سے تو نے اپنے انبیاء و مولیین کے حالات کی اصلاح فرمائی ہے اپنے عبد خاص اور جانشین کے حالات کی بھی اصلاح فرمایا۔ بلکہ اس کے گرد بیان اور روح القدس اس کی تائید کرے اس کے سامنے اور پس پشت ایسے محافظہ رہیں جو اسے ہر صیبت اور آفت سے بچاتے رہیں۔ اس کا خوف من سے تبدیل ہو جائے۔ وہ تیری عبادت میں سرگرم رہے اور شرک کا کوئی شایبہ نہ رہے۔ کسی شخص کو تیرے ولی پر اقتدار حاصل نہ ہو اور اسے اپنے اور اس کے شمن سے جہاد کی اجازت دیدے اور اسکے انصار واعوان میں قرار دے۔ تو کائنات کی ہر شے پر قادر ہے۔